ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
13
www.tanzeem.org
26 مارچ تا یکم اپریل 2013ء/13 تا 19 جمادی الاوّل 1434ھ

اس شمارے میں

ایک اور این آر او؟

عائلی زندگی اور مساوات مردوزن کا فریب

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

لے آئے اے خدا......!

غصہ: ایک خطرناک اخلاقی برائی

مذہبی منافرت کا ذمہ دار کون؟

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ (II)

منافقت

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

نسلوں کی بربادی

''سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس چیز میں فحاشی ہو وہ اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور جس چیز میں حیا ہو وہ اسے زینت بخشتی ہے۔'' اس حدیث سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ فحاشی کی ضد حیا ہے اور حیا ایمان کا ایک لازمی حصہ ہے اور انسان کو جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ مسلمان حیادار ہوتا ہے اور وہ اسلامی حدود وقیود میں رہ کر زندگی بسر کرتا ہے جب کہ بے حیا انسان جو چاہے کر گزرتا ہے۔ وہ اخلاقی، سماجی اور مذہبی حدود وقیود کا پابند نہیں ہوتا۔ آج حیا دم توڑ رہی ہے۔ فحاشی پھیلانے کے ذرائع عام ہو گئے ہیں، جس سے گھروں اور معاشرے میں خیر و برکت ختم ہو رہی ہے۔ آج کیا مذہبی کیا غیر مذہبی ہر گھر میں ٹی وی بنیادی ضرورت بن گیا ہے، جس کے ذریعے دشمن کے ایجنڈے کو فروغ دے کر ہماری نسلوں کو برباد کیا جا رہا ہے۔ ڈراموں اور مختلف پروگراموں سے بڑھ کر فحاشی و بے حیائی کا سب سے بڑا ذریعہ اشتہارات ہیں، ٹی وی دیکھتے ہوئے جن سے بچنا ناممکن ہے جبکہ حال یہ ہے کہ پورا گھرانہ نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر ان سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ کے آزادانہ استعمال کے ذرائع اور موبائل فون (خصوصاً کیمرے والے) تو ہم بچوں کو فخر سے مہیا کر دیتے ہیں لیکن اس کی تباہ کاریوں سے ہماری آنکھیں بند ہیں۔ خاندانی تعلقات میں بے تکلفی کے نام پر نوجوان رشتے دار لڑکے لڑکیوں کا آپس میں بے محابا اختلاط سنگین معاشرتی مسائل کو جنم دے رہا ہے۔ سیاسی رہنماؤں نے بھی تہیہ کر رکھا ہے کہ قوم کی رگوں سے حیا کو نکال کر ہی دم لینا ہے۔ ایک عرب کہاوت یاد آتی ہے کہ جب قوم کا بڑا ڈھول بجانے میں مصروف ہو تو قوم ضرور ناچنے میں مگن ہو گی۔

ہماری نسلوں کی بربادی میں اس سرمایہ دارانہ نظام تعلیم نے کہیں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ اسی کا ایک مظہر مخلوط نظامِ تعلیم عام ہو جانا ہے۔ جوان لڑکے اور لڑکیوں کا تعلیم کے نام پر باہمی اختلاط کوئی عیب ہی نہیں ہے اور اچھے شریف اور دیندار گھرانوں کی لڑکیاں اور لڑکے باہم ایک دوسرے کو ''یار'' کہہ کر مخاطب کرتے ہیں اور کوئی بُرا نہیں سمجھتے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

جب تم میں حیا نہ رہے تو جو تمہارا جی چاہے کرو۔ (بخاری)

عطاء الرحمٰن اخوانی

سورۃ الرعد

(آیات:3، 4)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ۭ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَاۗءٍ وَّاحِدٍ ۣ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰي بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

آیت 3 ﴿وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ۭ﴾ ’’اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور بنائے اس میں لنگر (یعنی پہاڑ) اور ندیاں۔‘‘
اللہ تعالیٰ نے زمین کا توازن برقرار رکھنے کے لیے اس پر پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ دیے ہیں اور پانی کی فراہمی کے لیے دریا اور ندیاں بہادی ہیں۔

﴿وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ﴾ ’’اور اس نے ہر طرح کے پھلوں میں جوڑے بنائے۔‘‘
جوڑے بنانے کے اس قانون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الذاریات آیت 59 میں اس طرح بیان فرمایا ہے: ﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ......﴾ ’’اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے......‘‘۔ گویا یہ زوجین (نر اور مادہ) کی تخلیق اور ان کا قاعدہ و قانون اللہ تعالیٰ نے اس عالم خلق کے اندر ایک باقاعدہ نظام کے طور پر رکھا ہے۔ یہاں پر پھلوں کے حوالے سے اشارہ ہے کہ نباتات میں بھی نر اور مادہ کا باقاعدہ نظام موجود ہے۔ کہیں نر اور مادہ پھول الگ الگ ہوتے ہیں اور کہیں ایک ہی پھول کے اندر ایک حصہ نر اور ایک حصہ مادہ ہوتا ہے۔

﴿يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ﴾ ’’وہ ڈھانپ دیتا ہے دن پر رات کو۔‘‘

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾ ’’یقیناً اس میں نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔‘‘

آیت 4 ﴿وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَاۗءٍ وَّاحِدٍ ۣ﴾ ’’اور زمین میں قطعات ہیں ایک دوسرے سے متصل اور باغات انگوروں کے اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت، جڑوں سے ملے ہوئے بھی اور الگ الگ بھی، انہیں ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے‘‘

﴿وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰي بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ﴾ ’’(اس کے باوجود) ہم کسی کو کسی پر فضیلت دے دیتے ہیں ذائقے میں۔‘‘
ایک ہی زمین میں ایک ہی جڑ سے کھجور کے دو درخت اُگتے ہیں، دونوں کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، لیکن دونوں کے پھلوں کا اپنا اپنا ذائقہ ہوتا ہے۔
﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝﴾ ’’یقیناً اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔‘‘
یہ التذکیر بالآء اللہ کا انداز ہے، جس میں بار بار اللہ کی قدرتوں، نشانیوں اور نعمتوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

فرمان نبویؐ

غازی یا شہید

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهٖ ——— لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهٖ ——— بِاَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يُرْجِعَهُ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ۔ (بخاری عن ابی ہریرہ کتاب التوحید)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے ——— اس کو گھر چھوڑنے پر کوئی چیز مجبور نہیں کرتی مگر اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کی باتوں کی تصدیق ——— اللہ نے اس کے لیے یہ ضمانت دی ہے کہ (اگر وہ شہید ہوگیا) اسے بہشت میں داخل کرے گا یا مال غنیمت اور ثواب کے ساتھ اسے گھر لوٹا دے گا‘‘۔

’’اس کی باتوں کی تصدیق‘‘ سے مراد ہیں اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے اور بشارتیں جو اس نے قرآن مجید میں راہِ حق میں شہید ہونے والوں سے کیے ہیں۔ ’’اللہ کی راہ میں جہاد کرنے‘‘ کا مفہوم اگرچہ بہت وسیع ہے لیکن اس حدیث میں صرف اس جنگ کو کہا گیا ہے جو محض اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے یا کافر حکومت کے مکارانہ حملے کو روکنے کے لیے لڑی جارہی ہو۔ مسلمان فوج کے سپاہی، کامیابی اور غلبہ کی صورت میں مالِ غنیمت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑے اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں یا پھر شہید ہوتے ہی بہشت میں داخل کیے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

ایک اور این آر او؟

پاکستان میں انتخابات کا سلسلہ قیام پاکستان کے چار سال بعد 1951ء میں شروع ہوا جب صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخوا) میں انتخابات کا انعقاد ہوا۔ دوسرے جمہوری ممالک کی طرح پاکستان میں تسلسل اور باقاعدگی سے اور حادثات سے دوچار ہوئے بغیر جمہوری عمل تو جاری نہ رہا بلکہ گزشتہ پینسٹھ سال میں چار مرتبہ فوجی طالع آزماؤں نے شب خون مارا اور جمہوری عمل کا سلسلہ منقطع ہوا، لیکن اِن فوجی آمروں نے بھی ملک کو بالآخر جمہوری پٹری پر چڑھانے کی کوشش کی اگرچہ وہ اپنی ذات سے اوپر نہ اُٹھ سکے اور انہوں نے ملک میں ایسی جمہوریت لانے کی کوشش کی جس میں کم ازکم وہ اپنی ذات کی حد تک فٹ ہوسکیں۔ یعنی انہوں نے فوجی وردی اتارنے کی بجائے اپنی وردی کے اوپر اچکن پہننے کی کوشش کی۔ لہٰذا ایوب خان نے بنیادی جمہوریت کا فلسفہ پیش کیا اور پارلیمنٹ کے بلاواسطہ کی بجائے بالواسطہ انتخابات کرائے یعنی عوام کونسلرز کا انتخاب کریں اور کونسلرز صدر اور پارلیمنٹ کو منتخب کریں گے۔ بحالیٔ جمہوریت کی تحریک صدر ایوب کو بہا کر لے گئی تو یحیٰی خاں آئے۔ انہوں نے بنیادی جمہوریتوں کا سلسلہ تو ختم کر دیا اور عام انتخابات کروا دیئے، لیکن اقتدار میں اپنا حصہ وصول کرنے کی کوشش میں ملک دولخت کروا لیا۔ 1977ء کی تحریک نفاذِ نظام مصطفےٰ کے نتیجے میں جنرل ضیاء الحق نے جمہوریت کا بستر لپیٹ دیا، لیکن وہ بھی جلد جمہوریت کی طرف لوٹے اور غیر جماعتی انتخابات کروائے۔ گویا انہوں نے غیر جماعتی جمہوریت کا فلسفہ پیش کیا۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ضیاء الحق کا یہ جمہوری بچہ بِن ماں کے تھا۔ اب تک کے آخری فوجی حکمران پرویز مشرف ہیں، جنہیں جمہوریت سے اتنا لگاؤ تھا کہ نہ انہوں نے مارشل لا کے نفاذ کا اعلان کیا اور نہ وہ چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر بنے، وہ بھی جمہوریت کی طرف لپکے۔ اُن کی جمہوریت روشن خیال جمہوریت کہلائی۔ ایسی روشن خیال کہ جب ایک جمہوری ادارے کے ہاتھوں اُن کی وردی کو خطرہ لاحق ہوا تو انہوں نے اپنی ہی جمہوریت کو ایمرجنسی نافذ کر کے آرمی چیف کی حیثیت سے خود ڈس لیا، ایک ایسے سانپ کی طرح جو اپنے بچوں کو خود کھا جاتا ہے۔ اِن چار فوجی حکمرانوں نے پینسٹھ سالوں میں تینتیس سال یعنی آدھا وقت حکومت کی۔ فوجی اور غیر فوجی حکمرانوں نے پورے پاکستان کی سطح پر 1964ء، 1971ء، 1977ء، 1985ء، 1988ء، 1990ء، 1993ء، 1997ء، 2003ء، 2008ء یعنی کل 10 مرتبہ انتخابات کروائے۔

ہم نے پاکستان میں انتخابات کی 65 سالہ تاریخ قارئین کے سامنے پیش کی۔ اِن انتخابات کی ٹائمنگ بھی بڑی اہم تھی اور اِس میں جمہوریت کے عالمی ٹھیکیداروں کا رول بڑا کلیدی اور مرکزی تھا۔ وہ بھی مختصراً ہم پیش کئے دیتے ہیں کہ یہ عالمی ٹھیکیدار اور اُن کا سرغنہ امریکہ کب انتخابات کا انعقاد کرواتا اور پھر اپنی ضرورت کے مطابق کس طرح پاکستان میں جمہوریت کی بساط بچھاتا یا لپیٹ دیتا ہے۔ 1958ء میں جب پاکستان میں انتخابات 1956ء کے آئین کے تحت ہونے کو تھے اُس وقت ایوب خان لائے گئے۔ اِس لیے کہ خطہ میں سوویت یونین کے اثر و رسوخ کو مزید بڑھنے سے روکنا امریکی مفاد کا تقاضا تھا۔ 1965ء کی جنگ کے بعد پاکستان خطے کا مضبوط اور مستحکم ملک اُبھرتا ہوا محسوس ہوا تو بحالیٔ جمہوریت کا شوشہ چھوڑ کر اُسے کمزور کیا گیا۔ صرف مغربی پاکستان چونکہ امریکہ کی ضرورت تھا لہٰذا اب انتخابات اور جمہوریت سے ملک کو دو ٹکڑے کروایا گیا۔ جب ذوالفقار علی بھٹو نے اسلامی بلاک اور ایٹمی پاکستان کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو انتخابات میں دھاندلی کا واویلا مچا کر اسے عبرت ناک انجام تک پہنچا دیا گیا۔ ایران کے انقلاب اور سوویت یونین کی افغانستان میں فوج کشی نے امریکیوں کے ہوش گم کر دیئے، اُنہیں پاکستان کا ایٹم بم بھول گیا۔ سوویت یونین کی افغانستان میں شکست اور اُس کے ٹکرے ٹکرے ہونے سے امریکہ سپریم پاور آف دی ورلڈ بن گیا اور عالمی حکومت کے قیام کے لیے اُس کے راستے سے تمام رکاوٹیں دور ہوئیں۔ اِس دوران میں ضیاء الحق نے ایٹمی ریڈ لائن کراس کر لی تھی۔ جنرل ضیاء الحق نے افغانستان میں بھی اپنی مرضی کی حکومت لانے کی کوشش کی تو امریکہ کو پاکستان

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 مارچ تا یکم اپریل 2013ء — جلد 22
13 تا 19 جمادی الاوّل 1434ھ — شمارہ 13

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

میں جمہوریت کی یاد پھر ستائی۔ لہٰذا اپنے محسن اور دوست کو فضا ہی میں جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔ 1988ء سے 1997ء تک پاکستان میں جمہوریت کی آنکھ مچولی رہی۔ اِس دوران میں امریکہ مشرق وسطیٰ میں مصروف رہا۔ سینئر بش نے عراق کی پٹائی تو کی لیکن صدر صدام کو انجام تک نہ پہنچایا، کیونکہ پلاننگ طویل تھی اور صدر صدام کو استعمال کرنے کی مستقبل قریب میں ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اکیسویں صدی کے آغاز میں انسانی تاریخ کا سب سے بڑا فراڈ کرنا طے کیا گیا، یعنی نائن الیون کا ڈراما رچانا تھا۔ اُس حوالہ سے پاکستان کی شدید ضرورت تھی۔ لہٰذا بیسویں صدی کے اختتام سے پہلے 1999ء میں پاکستان میں جمہوریت کو انجام تک پہنچا دیا گیا اور پاکستان پر روشن خیال حکومت مسلط کر دی گئی۔ 2003ء کے انتخابات ایک فوجی آمر کی حکومت کو جمہوری لباس پہنانے کے لیے کروائے گئے۔ اِس لیے کہ اکیسویں صدی کا امریکی شہری کسی فوجی جرنیل کی حکومت کا بازو تھامنے پر شدید معترض تھا۔ پھر یہ کہ افغانستان میں حالات کنٹرول نہ ہونے کی وجہ یہ سمجھی گئی کہ پاکستان میں فوجی حکومت ہے تو 2008ء کے انتخابات کے لیے بے نظیر سے N.R.O کر لیا گیا۔ بے نظیر پاکستان آئیں تو انہوں نے یہاں کے حالات اور اینٹی امریکہ جذبات کو سمجھ کر پلٹا کھایا تو اُسے کیفر کردار تک پہنچا کر اُسی کے میاں آصف زرداری سے بات بنالی۔ پرویز مشرف اور آصف زرداری نے توقع سے بڑھ کر انکل سام کی خدمت کی۔ آنے والے وقت میں اُن جیسا کوئی اور نہ ملنے پر امریکہ نے موجودہ عسکری قیادت کو مارشل لا کے لیے رام کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، لیکن 65 سال بعد شاید عسکری قیادت کو عقل آ گئی تھی۔ وہ امریکہ کے ہتھے نہ چڑھی تو پاکستان میں انتخابات کے عمل کو ہی سبوتاژ کرنے کی کوشش کی جانے لگی۔ دہشت گردی میں بڑی تیزی آ گئی، دن رات دھماکے ہونے لگے۔ کینیڈا سے علامہ طاہر القادری بھجوائے گئے۔ کوئٹہ میں ایک کمیونٹی کی زندگی دوبھر کر دی گئی، لیکن انتخابات نہ ٹل سکے تو پاکستان کے ایک پاپولر لیڈر سے نسبتاً کم تر سطح پر N.R.O کر لیا گیا۔ ایک بار پھر سعودی عرب کو اِس N.R.O. کے لیے واسطہ بنایا گیا۔ جی ہاں یہ پاپولر لیڈر نواز شریف ہی ہیں۔ کوئی ہم سے پوچھ سکتا ہے کہ نواز شریف اور امریکہ کے درمیان ہونے والے N.R.O کا ثبوت کیا ہے۔ تو ہم یہ عرض کریں گے کہ تجزیے ثبوتوں کی بنیاد پر نہیں اشارات کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ ثبوت ہی مل گیا تو کسی تجزیہ نگاری کی ضرورت کیا ہے۔ البتہ اشارات کی وضاحت ہم پر لازم ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے جاتے جاتے دو کام کیے۔ یہ کام جس نیت سے بھی کیے، ہمیں غرض نہیں لیکن ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ دو کام I.C.U میں پڑے پاکستان کو حیاتِ نو بخش سکتے ہیں۔ ایک گوادر کو چین کے سپرد کرنا اور دوسرا ایران سے گیس پائپ لائن معاہدہ کرنا۔ امریکی سینیٹروں سے ایک ملاقات کے بعد نواز شریف نے دونوں منصوبوں کے بارے میں تحفظات کا اظہار کیا ہے، یہ ایک بڑا اور واضح اشارہ ہے۔ نواز شریف تو سعودی عرب آتے جاتے رہتے ہیں، اِس N.R.O. کے حوالے سے اور اُس پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لیے آرمی چیف اشفاق کیانی کو بھی سعودی عرب طلب کیا گیا۔ ہماری رائے میں نواز شریف کی راہ ہموار کرنے کے لیے آرمی چیف کو بھی اعتماد میں لیا گیا ہوگا۔ ایک خبر یہ بھی ہے کہ امارات میں نواز شریف اور پرویز مشرف کی ملاقات کروائی گئی ہے۔ اِسی بنیاد پر وہ پاکستان واپس آ رہے ہیں۔ یہ خبر غلط ہو سکتی ہے، لیکن وہ نواز شریف جو چودہ سال سے پرویز مشرف کے حوالے سے زہر اگل رہے تھے، انہوں نے 21 مارچ کو میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے پرویز مشرف کے بارے میں سوال پوچھے جانے پر قوم کو عفو و درگزر اور برداشت اور تحمل کا درس دیا ہے۔ فرمایا ہے، کسی کو جلاوطنی یا پھانسی نہیں دی جانی چاہیے وغیرہ۔ نواز شریف صاحب کے حالیہ دورہ لندن میں اخباری اطلاعات کے مطابق اُنہیں سرکاری پروٹوکول دیا گیا اور وزیرِ خارجہ برطانیہ ولیم ہیگ سے اُن کی ون ٹو ون ملاقات کروائی گئی۔ یہ بھی اخباری اطلاعات ہیں کہ جرمنی کی حکومت نواز شریف سے رابطہ کرنے کے لیے بڑی سرگرم ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے انتخابی منشور میں دہشت گردی کے حوالہ سے کوئی ذکر نہیں آیا کہ مسلم لیگ اِس جنگ کو جاری رکھے گی یا اِس سے علیحدگی اختیار کرے گی۔ نواز شریف نے انتہا پسندی کے حوالے سے بھی اب حساسیت کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے حکمران خود پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی اہمیت کو نہیں سمجھتے وگرنہ انہیں کسی N.R.O کی ضرورت نہ پڑے، لیکن کرسی کی محبت اور اُس کے لیے جلد بازی سب کچھ فراموش کرا دیتی ہے۔ ہم تو دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ پاکستان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اسلام کے نام پر بننے والے پاکستان کا اسلام کی طرف سفر نہ کرنا ہم سب کی غفلت، سستی، ہوس اقتدار اور ذات کے بت کی پرستش کا نتیجہ ہے۔

بیابہ مجلس اسرار

عائلی زندگی اور مساوات مرد و زن کا فریب

قرآن حکیم میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ جو احکام دیئے گئے ہیں وہ خاندانی نظام اور عائلی معاملات کے متعلق ہیں...... اس ضمن میں طلاق ایک اہم معاملہ ہے۔ اس میں مرد اور عورت کو برابر کا اختیار نہیں دیا گیا۔ جہاں تک شادی کا تعلق ہے اس میں عورت کی رضامندی ضروری ہے، اسے شادی سے انکار کرنے کا حق حاصل ہے، اس پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ایک مرتبہ جب وہ نکاح میں آ گئی ہے تو اب شوہر کا پلڑا بھاری ہے، وہ اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اگر ظلم کے ساتھ دے گا تو اللہ کے ہاں جواب دہی کرنی پڑے گی اور پکڑ ہو جائے گی۔ لیکن بہر حال اسے اختیار حاصل ہے۔ عورت خود طلاق نہیں دے سکتی البتہ طلاق حاصل کر سکتی ہے، جسے ہم ''خلع'' کہتے ہیں۔ وہ عدالت کے ذریعے سے یا خاندان کے بڑوں کے ذریعے سے خلع حاصل کر سکتی ہے، لیکن اسے مرد کی طرح طلاق دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح اگر مرد نے ایک یا دو طلاقیں دے دیں اور ابھی عدت پوری نہیں ہوئی تو اسے رجوع کا حق حاصل ہے۔ اس پر عورت انکار نہیں کر سکتی۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جو موجودہ زمانے میں خواتین کو اچھی نہیں لگتیں۔ اس لیے کہ آج کی دنیا میں مساواتِ مرد و زن کا فلسفہ شیطان کا سب سے بڑا فلسفہ اور معاشرے میں فتنہ و فساد اور گندگی پیدا کرنے کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ اور اب ہمارے ایشیائی ممالک خاص طور پر مسلمان ممالک میں خاندانی نظام کی جو بچی کھچی شکل باقی رہ گئی ہے اور جو کچھ رہی سہی اقدار موجود ہیں انہیں تباہ و برباد کرنے کی سر توڑ کوششیں ہو رہی ہیں۔ قاہرہ کانفرنس اور بیجنگ کانفرنس کا مقصد یہی ہے کہ ایشیا کا مشرق اور مغرب دونوں طرف سے گھیراؤ کیا جائے تاکہ یہاں کی عورت کو آزادی دلائی جائے۔ مرد و عورت کی مساوات اور عورتوں کی آزادی (emancipation) کے نام پر ہمارے خاندانی نظام کو اسی طرح برباد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس طرح ان کے ہاں برباد ہو چکا ہے۔ سابق امریکی صدر بل کلنٹن نے اپنے سال نو کے پیغام میں کہا تھا کہ جلد ہی ہماری قوم کی اکثریت ''حرام زادوں'' (born without any wedlock) پر مشتمل ہو گی۔ وہاں اب محض ''one parent family'' رہ گئی ہے۔ ماں کی حیثیت باپ کی بھی ہے اور ماں کی بھی۔ وہاں کے بچے اپنے باپ کو جانتے ہی نہیں۔ اب وہاں ایک مہم زور و شور سے اٹھ رہی ہے کہ ہر انسان کا حق ہے کہ اسے معلوم ہو کہ اس کا باپ کون ہے۔ یہ عظیم تباہی ہے۔ جو مغربی معاشرے پر آ چکی ہے اور ہمارے ہاں بھی لوگ اس معاشرے کی نقالی اختیار کر رہے ہیں۔ اور یہ نظریہ مساوات مرد و زن بہت ہی ہناک اور خوشنما الفاظ کے ساتھ سامنے آ رہا ہے۔

(بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی معرکہ آرا تفسیر ''بیان القرآن'' (جلد اوّل) سے ماخوذ)

اے جن وانس

''تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''

سورۃ الرحمٰن کی آیات 1 تا16 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے 15 مارچ 2013ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

[سورۃ الرحمٰن کی آیات 1 تا16 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات ! ابھی میں نے آپ کے سامنے سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی آیات تلاوت کی ہیں۔آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے سورۃ قٓ سے تذکیر بالقرآن کے حوالے سے قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کا آغاز کیا تھا۔ قرآن مجید کی ایک تو تفصیلی راہنمائی ہے،اور ایک اس کا خاص پیغام ہے جو انسان کی فکری اصلاح کے لیے بہت ضروری ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کی بار بار دوہرائی، تاکہ ہمیں اپنی منزل اور اپنا مقصد تخلیق یاد رہے۔قرآن مجید اس پیغام کو مختلف اسالیب میں اور بڑے ہی مؤثر انداز میں بار بار بیان کرتا ہے۔ جمعہ کا اصل مقصد بھی یہی تذکیر ہے۔قرآن مجید کی اس اساسی راہنمائی سے آدمی کا فکری قبلہ درست ہوگا اور نتیجتاً وہ عملی طور پر بھی صحیح قدم بڑھائے گا اور سفر حیات کو طے کرے گا۔

تذکیر بالقرآن کے پہلو سے قرآن مجید کی آخری منزل (حزب) بہت جامع ہے، جو سورۂ قٓ سے شروع ہو کر قرآن کی آخری سورت ''الناس'' پر ختم ہوتی ہے۔قرآن مجید کی سات منزلیں یا احزاب ہیں۔ آخری منزل کا بڑا حصہ مکی سورتوں پر مشتمل ہے، اور ان میں بھی جو ابتدائی سورتیں ہیں یعنی سورۂ قٓ، سورۃ الذاریات، سورۃ الطور، سورۃ النجم، سورۃ القمر، پھر سورۃ لرحمٰن اور سورۂ واقعہ وغیرہ اِن کا گروپ انتہائی خوبصورت ہے۔ یہ آہنگ کے اعتبار سے پورے قرآن مجید کا سب سے زیادہ خوبصورت مقام کہلاتا ہے۔ اسی گروپ میں زیر مطالعہ سورۃ الرحمٰن ہے۔سورۃ الرحمٰن کو حضور نبی کریم ﷺ نے عروس القرآن (قرآن کی دلہن) قرار دیا۔قرآن کے اندر جو حسن ہے یہ اس کا مرقع ہے۔اس میں ادبی چاشنی بھی ہے اور دل کو موہ لینے والی تاثیر بھی۔

سورۃ الرحمٰن مکی سورتوں میں سے ہے، اور ایک رائے کے مطابق یہ ابتدائی مکی سورتوں میں سے ہے۔ اس سورت کا ایک خاص معاملہ یہ ہے کہ اس میں ایک آیت ترجیع ہے یعنی بار بار آتی ہے اور وہ آیت ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝﴾ ہے۔ یہ آیت اس سورۂ مبارکہ میں 31 مرتبہ وارد ہوئی ہے، جبکہ اس کی کل آیات 78 ہیں۔ اس سورت کی دوسری انفرادیت یہ ہے کہ یہ واحد سورت ہے کہ جس میں انسانوں کے ساتھ ساتھ جنات کو بھی خطاب ہے۔﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝﴾ میں بات تثنیہ کے صیغے میں ہو رہی ہے۔ یعنی ''تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔'' یہاں ''دونوں'' سے مراد انسان اور جن ہیں۔ دونوں ہی یہاں مخاطب ہیں۔ اس سورت کا آغاز اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک بہت خوبصورت نام ''الرحمٰن'' سے ہوا ہے۔رحمٰن کا لفظ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لیے بہت کثرت سے آیا۔ لفظ اللہ اسم ذات ہے۔ یہ اللہ کا ذاتی نام ہے اور باقی جتنے بھی اسمائے حسنیٰ ہیں وہ صفاتی ہیں۔صفاتی ناموں میں سب سے خوبصورت نام ''الرحمٰن'' ہے۔ اس لئے کہ اِس میں اللہ کی بے پایاں رحمت کا ذکر ہے۔ رحمانیت اللہ کی وہ صفت ہے جس کے ہم سب سے زیادہ محتاج ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ کوئی بھی شخص اپنے اعمال کے بدلے میں جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت اسے اپنی آغوش میں نہ لے لے۔

آیئے، سورت کے مطالعہ کا آغاز کریں۔ فرمایا:

﴿اَلرَّحْمٰنُ (۱) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (۲)﴾

''(اللہ جو) نہایت مہربان (ہے) اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی۔''

اللہ رحمٰن ہستی ہے۔ اُسی نے قرآن کی تعلیم دی ہے۔قرآن سکھانے والا کون ہے؟ رحمان۔ مشرکین مکہ کہتے تھے کہ (معاذ اللہ) آپؐ کہیں دائیں بائیں سے سن لیتے ہیں۔ کچھ کاہن لوگ آپؐ کو کچھ باتیں بتاتے ہیں اور آپؐ اُن باتوں کو تراش کر پیش کر دیتے ہیں۔ آپؐ اپنے پاس سے کلام گھڑ لاتے ہیں یا کوئی صاحب علم ہے جو آپؐ کو املاء کرواتا ہے۔ان سب خیالات باطلہ کی یہاں تردید ہو رہی ہے۔ یہ قرآن تو رحمٰن کی طرف سے ہے۔سکھانے والا اللہ ہے۔ اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو سکھایا ہے۔ سورۃ النجم میں آیا تھا: ﴿عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (5)﴾ ''ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا۔'' یعنی آپؐ کو اس (قرآن) کی تعلیم جبرائیل امین نے دی ہے جو بڑی قوت والے ہیں۔انہی کے ذریعے سے قرآن حضور ﷺ کو پہنچا۔اب یہاں براہ راست یہ بتا دیا کہ قرآن سکھانے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو پہنچانے کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ذریعہ بنایا، لیکن جبرائیل امین جو پیغام لے کر آرہے ہیں وہ پیغام تو رحمٰن کی طرف سے ہے۔ پس جو کچھ آپؐ پر نازل ہو رہا ہے، یہ من جانب اللہ ہے۔ اس رحمٰن ہستی کی طرف سے ہے۔تعلیم قرآن کے ساتھ اللہ کی صفت رحمت کا تذکرہ کر کے گویا یہ اشارہ بھی فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے بہت بڑی رحمت یہ قرآن ہے۔ یہ اس کی صفت رحمانیت کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔لیکن ان میں سے سب سے بڑی نعمت، سب سے بڑا تحفہ یہ قرآن ہے۔ اس لیے کہ یہ انسان کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔اِس لئے کہ نعمت ہدایت ہوگی تو تب ہی باقی نعمتیں بھی فی الواقع نعمت ہوں گی۔ والدِ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس نکتے کو بڑی خوبصورتی سے واضح فرمایا کرتے تھے۔

وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی نعمت فی نفسہٖ نعمت نہیں ہے جب تک نعمت ہدایت نہ ہو۔ اولاد نعمت ہے لیکن اگر ہدایت نہیں ہے، آپ نے ان کی تربیت غلط طریقے سے کی ہے، اُن کو دنیادار بنا دیا ہے تو وہ تو دنیا میں بھی زحمت بنتی ہے اور قیامت کے دن بھی زحمت بنے گی۔ اولاد نیک ہو گی تو والدین کے لئے صدقہ جاریہ بنے گی۔ اولاد کی دعا والدین کے حق میں اللہ قبول فرماتا ہے۔ مال و دولت بھی دنیا میں بہت بڑی نعمت شمار ہوتی ہے، بلکہ اس کو سب نعمت مانتے ہیں۔ لیکن اگر اس کے ساتھ نعمت ہدایت نہیں ہے تو آدمی دولت کو غلط کاموں میں استعمال کرے گا، اور یوں دولت اُسے جہنم میں پہنچانے کا ذریعہ بنے گی۔ ایسی دولت نعمت نہیں، زحمت ہوگی۔ آگے فرمایا:

﴿خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ (۳)﴾

''اسی نے انسان کو پیدا کیا۔''

انسان کا خالق بھی اللہ ہے۔ جب اُس نے انسان کو پیدا کیا تو اُس کی ضرورتوں کا سامان بھی دنیا میں رکھ دیا۔ انسان کی ایک بہت بڑی ضرورت ہدایت ہے۔ جس امتحان میں اللہ نے اُسے ڈالا ہے اس میں کامیابی کے لئے اُسے رہنمائی درکار ہے۔ اُسے امتحان میں کامیابی کے راستہ اور ناکامی سے بچاؤ کے طریقوں سے آگاہی ہونی چاہیے۔ چنانچہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے رب رحمان نے اپنا سب سے بڑا تحفہ (نعمت ہدایت) قرآن کی شکل میں نازل کیا۔

﴿عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ (۴)﴾

''اسی نے اس کو بولنا سکھایا۔''

اللہ نے انسان کو صفت بیان عطا فرمائی، قوتِ گویائی عطا کی ہے۔ بیان کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ انسان کچھ بول لیتا ہے، زبان ہلا کر منہ سے کچھ الفاظ ادا کر لیتا ہے، بلکہ اس میں افہام و تفہیم، اپنی بات کو مرتب انداز سے بیان کرنا، تصورات کو واضح کرنا سب شامل ہیں۔ منہ ہلا کر زبان سے چیخ پکار تو جانور بھی کرتے ہیں، لیکن وہ بیان نہیں ہے۔

اوپر جو چار آیات آئی ہیں، ان میں تین بڑی حقیقتیں بیان ہوئی ہیں۔ یعنی رحمٰن وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا، اور انسان کو قوت بیان سکھائی۔ ان ابتدائی چار آیات کے حوالے سے بانی تنظیم اسلامی والد محترمؒ ایک خاص نکتہ بیان فرماتے تھے۔ وہ یہ کہ (1) اللہ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت قرآن ہے۔ (2) اللہ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ افضل واشرف مخلوق انسان ہے، جسے اللہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا، اور جو اللہ تعالیٰ کی خلاقی کا شاہکار ہے۔ (3) انسان کو جو اوصاف عطا ہوئے ان میں چوٹی کا وصف قوت بیان ہے جو اس کو حیوانات سے ممیز کرتا ہے۔ ان تینوں باتوں کو سامنے رکھیں تو اِن سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس قوت بیان کا سب سے بہترین مصرف یہ ہے کہ قرآن کو بیان کیا جائے۔ اس کے ذریعے سب سے پیغام ہدایت کو عام کیا جائے۔ ایسے ہی لوگوں کو بہترین قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے، اور دوسروں کو سکھائے۔'' آگے فرمایا:

﴿اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ (۵)﴾

''سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں۔''

کچھ لوگوں نے سورج کو اپنا معبود سمجھا، کچھ نے چاند کی پرستش کی، کوئی ستاروں کو پوج رہے ہیں لیکن یہ سب ذہنی پستی کے مظاہر ہیں۔ یہ اجرام فلکی اللہ کی مخلوق ہیں۔ یہ ہرگز معبود نہیں ہیں۔ یہ سب اللہ کے بنائے ہوئے ایک ضابطے کے پابند، ایک نظام کے تابع ہیں۔ زمین پر حیات اِسی لیے قائم ہے کہ سورج اور چاند کو ٹھیک ٹھیک حساب کر کے زمین سے ایک خاص فاصلہ پر رکھا گیا ہے، ورنہ یہاں زندگی ممکن نہ رہے۔ پھر یہ کہ انسان، اوقات، دنوں، تاریخوں، فصلوں اور موسموں کا حساب بھی اِسی وجہ سے لگا رہا ہے کہ سورج اور چاند کے لئے جو نظام وضع کیا گیا ہے، اُس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

﴿وَّالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ يَسۡجُدٰنِ (۶)﴾

''اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔''

''نجم'' عربی میں ایسے بیل بوٹوں کو بھی کہتے ہیں جن کا تنا نہیں ہوتا۔ اس اعتبار سے ترجمہ ہوگا کہ ''بوٹیاں اور درخت سب (اللہ کے آگے) سجدہ کرتے ہیں''، لیکن زیادہ تر مفسرین کی رائے میں یہاں ''نجم'' سے مراد ستارے ہیں۔ اس لیے کہ پچھلی آیت میں سورج اور چاند کا ذکر تھا۔ اس کے بعد یہاں ستاروں کا ذکر آیا ہے۔ یہ ستارے اور درخت بھی اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کے پابند ہیں۔ وہ اِس ضابطہ سے سرمو انحراف نہیں کر سکتے۔

﴿وَاَقِيۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِيۡزَانَ (۱۰) اَلَّا تَطۡغَوۡا فِى الۡمِيۡزَانِ (۱۱)﴾

''اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو۔''

تقریباً تمام مفسرین نے یہاں ''میزان'' سے مراد عدل لیا ہے۔ دیکھو، اللہ نے اس کائنات کے پورے نظام کو عدل پر قائم کیا ہے۔ کائنات میں بے مثال عدل و توازن ہے۔ ہر جرم فلکی اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے۔ کائنات میں اربوں، کھربوں ستارے اور سیارے ہیں جو سب گردش میں ہیں، لیکن یہ باہم ٹکراتے نہیں۔ اس لیے کہ ان میں ایک عدل و توازن ہے جو انہیں اپنی اپنی جگہ پر قائم رکھتا ہے۔ دیکھو، عدل کائنات کا بنیادی نکتہ ہے، اور تم ایک متوازن کائنات میں رہتے ہو جس کا سارا نظام عدل پر قائم کیا گیا ہے۔ پس تمہیں بھی عدل پر قائم ہونا چاہیے۔ اگر تم عدل سے کام نہ لو گے تو فطرتِ کائنات سے بغاوت کرو گے۔ تم میزان میں کمی بیشی نہ کرو، عدل سے انحراف مت کرو اور عدل کے ساتھ وزن کو قائم رکھو، انصاف اور میزان میں ڈنڈی مت مارو۔ تول کو مت گھٹاؤ، اس توازن کو مت بگاڑو۔ جب انسان عدل سے انحراف کرتا ہے تو اس دنیا میں بھی فساد مچ جاتا اور بر و بحر میں بگاڑ آ جاتا ہے۔ جیسے اس وقت دنیا میں فساد مچا ہوا ہے۔ آج دنیا دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک طرف ''دہشت گرد'' ہیں اور دوسری طرف دہشت زدہ لوگ ہیں۔ لیکن دہشت گرد وہ نہیں جنہیں میڈیا کے پروپیگنڈا کے زیر اثر دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے، بلکہ اصلی دہشت گرد وہ اقوام اور ممالک ہیں جو وحشیانہ بمباریوں سے ملکوں کو تاراج کرتے ہیں۔ جنہیں دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے وہ تو اپنے اوپر ہونے والے ظلم پر ردعمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ انہیں دہشت گرد کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ عجیب ستم ظریفی ہے کہ آج جو اصل دہشت گرد ہیں وہ مظلوموں کو دہشت گرد کہہ رہے ہیں۔ بہرکیف قرآن کہتا ہے کہ بحر و بر میں جو فساد مچا ہوا ہے یہ لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ یہ انسان کے اپنے کرتوت ہیں جو یہ بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔ اگر انسان عدل پر قائم رہے تو دنیا میں کہیں، کسی بھی سطح پر کوئی بگاڑ نہیں ہوگا، بلکہ امن سکون ہو گا۔ کائنات کا بے مثال توازن اسی طرح اشارہ کر رہا ہے۔

﴿وَالۡاَرۡضَ وَضَعَهَا لِلۡاَنَامِ (۱۰)﴾

''اور اسی نے خلقت کے لئے زمین بچھائی۔''

اللہ تعالیٰ نے زمین کو اس طرح بنایا اور تیار کر دیا کہ یہ قسم قسم کی زندہ مخلوقات کے رہنے بسنے کے قابل ہو گئی ہے۔ اگر پوری کائنات کے تناظر میں دیکھیں تو ہماری زمین کی حیثیت ایک ذرے کی بھی نہ ہوگی، لیکن اگر صرف زمین کو دیکھیں تو یہ خود اپنی جگہ ایک کائنات ہے۔ اس میں پہاڑ بھی ہیں۔ اس میں میدان بھی ہیں۔ اس میں صحرا بھی ہیں۔ اس میں سمندر بھی ہیں۔ اس میں جھیلیں بھی ہیں۔ اس میں اربوں انسان اور دوسری مخلوقات رہتی ہیں۔ جن مخلوقات کو یہاں رکھا گیا، ان

کے لیے اس زمین کو آراستہ کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ زمین مسلسل حرکت میں ہے (حرکت بھی ایک نہیں ہے کئی طرح کی ہے۔ یہ اپنے مدار کے گرد بھی رقص کرتی ہے اور سورج کے گرد بھی گھوم رہی ہے۔) لیکن کئی قسم کی حرکتوں کے باوجود یہ پُرسکون ہے۔ اتنی پرسکون کہ اس سے زیادہ پُرسکون کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خلاقی کا مظہر ہے۔ کسی نے کہا تھا کہ زمین فضا کی رقاصہ ہے۔ جب آپ کسی اور سیارے میں بیٹھ کر دیکھیں تو یہ آپ کو رقص کرتی ہوئی نظر آئے گی، لیکن اس کے باوجود یہ پر سکون ہے۔ کیونکہ اللہ نے یہاں کچھ مخلوقات کو رکھنا تھا، لہٰذا یہ اتنی ہموار اور پُرسکون بنائی گئی ہے کہ مخلوقات جو چاہیں کرتی رہیں، کوئی شے اُن کے کاموں میں مداخلت نہیں کرتی۔

﴿فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ (١١)﴾

"اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں۔"

اِس زمین میں طرح طرح کے پھل اور میوے ہیں۔ چونکہ اللہ نے یہاں انسان کو کچھ عرصے کے لیے رکھنا تھا، اسے ایک غذا کی بھی ضرورت تھی، اس کے ساتھ پیٹ لگا دیا گیا، لہٰذا اللہ نے یہاں انواع واقسام کے میوے اور پھل پیدا کیے ہیں۔ اگر ایک ہی طرح کی غذا ہوتی تو بھی وہ روح اور بدن کا رشتہ قائم رکھنے کے لئے کافی تھی، لیکن اللہ کی شان ربوبیت ہے کہ اُس نے پھلوں اور میووں میں بھی بوقلمونی، رنگارنگی اور تنوع رکھا۔ اس نے اس زمین میں طرح طرح کے پھل اور میوے پیدا کر دیئے ہیں۔ پھر اسی میں کھجور کے درخت بھی ہیں، جن کے پھلوں پر غلاف ہوتا ہے۔

﴿وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ (١٢)﴾

"اور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول۔"

اللہ نے دانہ، یعنی اناج پیدا کیا اور اناج میں بھی بڑی ورائٹی ہے، جیسے گندم، چاول، جو اور مکئی وغیرہ۔ پھر اناج میں بھی دو چیزیں ہیں، دانہ بھی ہے اور بھوسی بھی!

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (١٣)﴾

"تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔"

یہ آیت یہاں پہلی مرتبہ آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی مخلوقات پیدا کی ہیں، لیکن یہاں 'دونوں' سے مراد وہ دو مخلوقات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مکلف ٹھہرایا ہے، جن کا یہاں امتحان ہو رہا ہے، یعنی جن وانس۔ فرمایا اے جن وانس تمہارے رب کی جو عظیم الشان نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں اوپر بیان کی گئی ہیں تم اُن میں سے کسی کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ "آلاء" کا ترجمہ زیادہ تر مفسرین نے نعمتیں کیا ہے، لیکن بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس لفظ کے اندر وسعت ہے۔ یہ بڑا جامع لفظ ہے۔ اگرچہ اس کا عام طور پر ترجمہ نعمت بیان کیا گیا، لیکن اس میں دوسرے کئی مفاہیم بھی شامل ہیں۔ یہ لفظ کہیں نعمت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، کہیں اللہ تعالیٰ کی خلاقی اور اس کے کمالات کے معنی میں آتا ہے۔ سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ کس جگہ کس معنی میں آیا ہے۔ یہ لفظ آگے بار بار آئے گا۔ پس اس کا ترجمہ کہیں نعمت کیا جانا بہتر ہوگا، کہیں ترجمہ اللہ کے کمالات ہوگا۔

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (١٤) وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (١٥)﴾

"اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔"

دلدلی علاقوں میں جب خشکی آتی ہے تو دلدل کے اوپر پپڑی سی جم جاتی ہے۔ یہ سڑا ہوا گارا ہوتا ہے جو سوکھنے کے بعد مٹی کے ٹھیکرے جیسا ہو جاتا ہے۔ انسان کی تخلیق اسی مٹی سے ہوئی ہے۔ سائنس بھی اس نتیجے پر پہنچی کہ پہلا انسان مٹی اور پانی کے امتزاج سے وجود میں آیا۔ دلدلی علاقے کی مٹی چکنی ہوتی ہے۔ وہ جب خشک ہوتی ہے تو بجنے لگتی ہے۔ تو انسان کو اللہ نے اس چکنی مٹی سے پیدا کیا، آگے آدمی کی نسل اُس کے نطفہ سے پھیلی۔ جنات کا بھی تعارف کروایا کہ انہیں آگ سے پیدا کیا گیا۔ پس انسان کا مادہ تخلیق مٹی ہے، جبکہ جنات کا مادہ آگ ہے۔

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (١٦)﴾

"تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کا صحیح فہم عطا فرمائے، اور جو اصل ہدایت ہے اس میں سے ہمیں حصہ عطا فرمائے۔ آمین [مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆☆☆

غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

شمارہ اپریل (جمادی الاخریٰ)

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

☆ آئینِ جواں مرداں......! — ایوب بیگ مرزا
☆ وحدتِ ادیان کا باطل تصور — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ امر بالمعروف ونہی عن المنکر — عتیق الرحمٰن صدیقی
☆ مسعود اقبال مرحوم: صاحبِ قلبِ سلیم — پروفیسر خورشید عالم
☆ نماز باجماعت کی اہمیت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ "جب زندگی شروع ہوگی" — انجینئر حافظ نوید احمد
☆ والدین کے فرائض، اولاد کے حقوق — بیگم ڈاکٹر عبدالخالق

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا "بیانُ القرآن"
سلسلہ وار ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 25 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-042-35869501، email:maktaba@tanzeem.org

لے آئے اے خدا یہ مرے راہبر کہاں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

فکر انگیز خبر یہ ہے کہ امریکی سفیر نے فرمایا ہے کہ ہم نے روس کے افغانستان سے انخلاء کے بعد پاکستان کو تنہا چھوڑ دیا تھا۔ یہ غلطی ہم اب نہیں دوہرائیں گے۔ امریکہ کے انخلاء کے بعد پاکستان کو تنہا نہیں چھوڑا جائے گا! گویا بارہ سال ہم نے اس دوستی کا کافی بھگتان نہیں دیا جو کمبل اب بھی ہمیں چھوڑنے پر راضی نہیں۔ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو! پاکستان کی تمام تر بلاؤں اور آفتوں کی بالواسطہ اور بلاواسطہ ذمہ داری اسی دوستی پر تو جا پڑتی ہے کہ اب قوم دست بستہ عرض کرے انہی کی زبان میں:

Please leave us alone.....

براہ مہربانی ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں! چو ہالنڈورا ہی بھلا! پاکستان اس جنگ کے ہاتھوں اقتصادی بدحالی اور عدم استحکام کی جن انتہاؤں کو چھو رہا ہے وہ انہی کے عطا کردہ این آر او شدہ کرپشن معاف، قتل معاف حکمرانوں کی دین ہے۔ ثقافت کے نام پر ہماری اقدار کے تار و پود جس طرح بزور بکھیرے گئے ہیں یہ اسی کا شاخسانہ ہے کہ ق لیگ کے منشور پیش کرنے میں، حیا سوز رقص کرتی مجسمۂ فحاشی رقاصہ بھی بسلسلۂ روشن خیالی جلوہ نما تھی۔ اُدھر عمران خان صاحب کے جلسے بھی میوزیکل شوز سے لطف اندوز ہوتے، نوجوان لڑکے لڑکیوں کے اکٹھ کا منظر پیش کرتے ہیں۔ اگر چودھری شجاعت عمر اور خاندانی پس منظر کے باوجود زمین میں گڑ جانے کے لائق رقص کو داد و تحسین پیش کرنے پر خود کو مجبور پاتے ہیں تو باقی سیاسی پارٹیاں الیکشن اور جلسوں کے نام پر کیا کچھ لائیں گی، پناہ بخدا! سیرت و کردار، اخلاق و اقدار، قومی ملی تقاضے، وجودِ مملکتِ خداداد پاکستان کی عزت، حرمت، عفت سبھی کے جنازے اٹھ گئے۔ پنبہ کجا کجا نہم! ع کیا زمانے میں پنپنے بھی باتیں ہیں؟ پاکستان کے وجود کو لاحق خوفناک خدشات، بیماریاں، سازشیں کیا رقاصائیں، گویّے نچیے، سازندے دور کریں گے۔ وزارتِ خارجہ میں لاکھوں کے اخراجات سے حنا ربانی کھر کی الوداعی دعوت بھی راگ رنگ کی محفل تھی۔ محترمہ نے کشمیر پر مکمل بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے اصولی مؤقف سے دستبرداری اور غیر روایتی حل یعنی بھارت سے دوستی اور تجارت بڑھانے کا مشورہ دیا! ہمارا اصل بحران خوفِ خدا رکھنے والی سنجیدہ و بردبار قیادت کا فقدان ہے۔

ہم مستقل بگولوں کی زد میں ہیں۔ ایک تسلسل کے ساتھ ملک کے ہر حصے کو ہلا مارنے والے اقدامات جاری ہیں۔ ہزارہ ٹاؤن کوئٹہ، عباس ٹاؤن کراچی اور مسیحی بستی لاہور میں فرقہ واریت اور مذہب کے نام پر ایک واضح سازش کے تحت طوفان اٹھائے گئے۔ لگے ہاتھوں پشاور میں بریلوی مسجد میں دھماکہ کرکے مسلکی جھگڑا اٹھانے کی کوشش کی گئی۔ نیا تسلسل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخانہ پتلے جلانے کا چوتھا واقعہ کمالیہ میں ہوا ہے۔ (جس پر صبر و ضبط بے پناہ کے بندھے بند اور علمائے اہلسنت کی بردباری ہے جو فساد کا راستہ روکے ہوئے ہے) ایک واقعہ بھی حقیقی یا اتفاقی نہیں، یہ سب انجینئرڈ ہیں۔ ان پر ردعمل کی شدت بھی طے شدہ ہے۔ (کراچی میں لوٹ مار، آتش زنی، توڑ پھوڑ آخر کیوں؟) ملک کی آبادی کو باہم دست و گریبان کرکے، خانہ جنگی میں عراق طرز (شیعہ، سنی) مصر طرز (عیسائی، مسلمان) مبتلا کرکے ناکام ریاست بنانا مطلوب ہے۔ ایٹمی اثاثے ہدف ہیں۔ یہ منتقلی اقتدار کا دورانیہ حد درجے احتیاط اور سنجیدگی کا متقاضی ہے۔ ملک ہے تو کرسی ہے۔ ظلم تو یہ ہے کہ ملک کی عظیم اکثریت ایک حقیر اقلیت کی سی کسمپرسی کا شکار ہے جس کا کوئی پُرسانِ حال نہیں۔ عیسائیوں کو زک پہنچے تو (حالیہ واقعے کی مانند) یورپی یونین، ویٹی کن، امریکہ سب ہنگامہ کھڑا کر دیتے ہیں (حالانکہ عیسائی اقلیت آزادی سے آج تک حد درجہ محفوظ اور پُرامن بقائے باہمی کے ساتھ ہمیشہ رہی ہے۔ امریکہ دوستی سے پہلے تک!) اہلِ تشیع پر اُفتاد آئے تو ہمسایہ ملک اور بین الاقوامی تشویش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میڈیا اور حقوقِ انسانی کی تنظیمیں فوراً متحرک ہو جاتی ہیں۔ رہے اکثریتی عوام الناس تو وہ خطِ غربت کے نیچے چپکے بیٹھے، مسجدوں میں، درگاہوں میں ریمنڈی دھماکوں کا لقمہ بنیں یا مہنگائی کے تھپیڑے کھائیں کوئی لب کشائی کرنے والا نہیں۔ تینوں بڑے شہروں کو ہنگاموں کی آگ لگا کر اصل بات زبان پر آ گئی۔ 'حکومت نے کراچی میں امن کے لئے مدرسے بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے'! یعنی ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ! امن کے لئے مدارس اور علماء کا کردار لائقِ صد تحسین ہے۔ بے نظیر کے قتل پر پورے ملک میں جو آگ بھڑکی تھی وہ سب کو یاد ہے۔ بعد ازاں ایسے ہر حادثے پر متعلقہ پارٹیوں کے لواحقین نے کوئٹہ تا پشاور جو مناظر دکھائے ہیں وہ دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ 'موت العالِم موت العالَم' کے مصداق علمائے بے بدل کی شہادتیں ایک عالم کو ویران کرتی رہیں معنوی اعتبار سے۔ لیکن مدارس کے طلبہ نے کبھی پتا تک نہ توڑا۔ (قوم تو یوں بھی دُکھی صرف گویّوں، میراثیوں کی موت پر ہوتی ہے)۔ حال ہی میں مدارس کی

تمام سیاسی جماعتوں نے جاتے جاتے دہشت گردی کا کالا قانون پاس کرنا ضروری جانا! اس قانون سے سیاسی جماعتوں نے عوام کی آزادی اور حقوق امریکہ نواز قوتوں کے ہاتھ گروی رکھ دیئے ہیں

جانب سے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے ہزاروں علماء و طلبہ کا احتجاجی مظاہرہ امن کی اعلیٰ ترین مثال تھا۔کبھی اس طبقے نے قانون ہاتھ میں نہیں لیا۔ علماء کے قتلِ عام کے باوجود تہذیب و شائستگی، صبر و ضبط کا یہ منفرد احتجاجی مظاہرہ میڈیا کی آنکھ سے اوجھل رہا۔ طاہر القادری کو اتنے دن چوبیس گھنٹوں کی بنیاد پر کوریج دے کر قوم کے اعصاب پر طاری کرنے والا میڈیا اس مظاہرے کو یوں ہضم کر گیا کہ ڈکار تک نہ لی! میڈیا کی جانبداری کہیے، ڈالر کی عدم موجودگی کہیے تاہم مقامِ تاسف ضرور ہے کہ جن کے آگے جا کر بالآخر چپ چاپ کفن لپیٹے جنازہ طلب ہو کر پڑ جانا ہوتا ہے اُن سے ایسی بے رُخی اور بے نیازی؟ امریکی مفادات کے تحفظ میں اس قوم نے بحیثیت مجموعی پاکستان کی شناخت اسلام، علماء، مدارس، دیندار نوجوانوں کو گیارہ سال مشقِ ستم بنایا ہے۔ لال مسجد تا قبائل، علماء کی شہادتیں اور لاپتہ افراد جو الّا ماشاء اللہ سب اہلِ دین ہی تھے اس عرصہ لقمۂ تر بنے رہے۔ صرف سندھ ہائی کورٹ سے سالانہ 700 سے زائد لاپتہ افراد کے اہل خانہ رجوع کرتے ہیں۔ ایک مختصر سی شائع شدہ فہرست میں دو خواتین کا نام اس پر مستزاد ہے۔ پشاور ہائی کورٹ میں سالہا سال سے چلتے مقدمے، اسلام آباد کی سڑکوں پر رُلتی آمنہ جنجوعہ اور اس کا پورا لاپتہ افراد کے خاندانوں پر مشتمل قبیلہ دیکھئے۔ خود آمنہ کی ساس بیٹے کی راہ دیکھتے عبد الصبور کی والدہ کی طرح ملک عدم کو سدھار گئیں۔ اس المیے کو قانونی جواز فراہم کرنے کے لئے تمام سیاسی جماعتوں نے جاتے جاتے دہشت گردی کا کالا قانون پاس کرنا ضروری جانا! کسی منشور میں عافیہ کی واپسی، ڈرون حملوں کا تدارک، لاپتہ افراد کی دادرسی، اس جنگ کے اثرات بد سے نجات بھی شامل ہو گی؟ اس قانون سے سیاسی جماعتوں نے عوام کی آزادی اور حقوق امریکہ نواز قوتوں کے ہاتھ گروی رکھ دیئے ہیں۔ اللہ ملکِ عزیز کا حامی و ناصر ہو۔ مظلوم یہ شکوہ تو کریں گے:

امید تو بندھ جاتی تسکین تو ہو جاتی
وعدہ نہ وفا کرتے وعدہ تو کیا ہوتا!

مگر قوم کے غم خوار اہلِ دین سے وعدہ کرنے کی جرأت سے بھی عاری ہیں!

☆☆☆

دین و دانش

غُصّہ: ایک خطرناک اخلاقی بُرائی

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

جب کسی شخص کو ناپسند کام سے پالا پڑتا ہے تو اِس میں غصہ پیدا ہوتا ہے۔ اس غصے کے کئی مدارج ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں ناپسندیدگی پر دیر سے غصہ آتا ہے اور جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ اچھے ہوتے ہیں۔ کیونکہ غصے پر قابو ہی پایا جا سکتا ہے اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں جلدی غصہ آتا ہے اور دیر سے اترتا ہے۔ غصے کے معاملہ میں یہ بدترین لوگ ہیں۔ ایک اچھا انسان فضائل اخلاق سے متصف ہوتا ہے جبکہ رذائل اخلاق سے دور بھاگتا ہے۔ جب اسے کوئی ناگوار صورت حال پیش آتی ہے تو بدگمانی نہیں کرتا بلکہ اس کی ایسی توجیہہ کرتا ہے جو اسے نارمل رکھتی ہے اور کبھی کبھی تو ایسی صورت حال اُس کے لیے نفع کا باعث بن جاتی ہے۔

غصہ شیطان کا حربہ ہے۔ وہ غصہ دلا کر انسان سے ایسا کام کروا دیتا ہے کہ بعد ازاں انسان خود اپنے کام پر سخت نادم ہوتا اور افسوس کرتا ہے، مگر اب یہ ندامت اور افسوس بے نتیجہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ فارسی زبان کا ایک محاورہ ہے ''چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی؟'' بُری سوچ کے نتیجہ میں بُرا عمل وجود میں آتا ہے۔ انگریزی کا محاورہ ہے۔ Think before you speek کیونکہ بعض اوقات ایک شخص بلا سوچے سمجھے ایک خیال ذہن میں جما تا ہے، پھر اُس پر عمل بھی کر گزرتا ہے اور یہ اُس کے لئے سراسر خسارے کا باعث ہوتا ہے۔ ایک دفعہ جیل کا معائنہ کرتے ہوئے وہاں قیدیوں سے ملاقات ہوئی۔ اُن سے بات چیت بھی ہوئی تو اکثر قیدیوں کا کہنا تھا کہ بحث و تکرار ہوئی تو غصے میں ایسی بات زبان سے نکل گئی کہ اُس کے نتیجے میں جیل میں پڑا ہوں۔ اگر میں اپنی طبیعت پر کنٹرول کرتا تو آج میرا یہ حال نہ ہوتا۔

اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ جہاں یہ فضائل اخلاق کی تعلیم دیتا ہے، وہاں رذائل اخلاق سے دامن بچا کر رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: ((لَا تَغْضَبْ)) غصے میں نہ آیا کر۔ اس نے کئی بار اپنا سوال دہرایا کہ مجھے نصیحت کیجئے اور آپ ؐ نے ہر بار یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری) غصہ انسان کے لئے حد درجہ مضر شے ہے۔ یہ بدگمانی اور دشمنی کو بڑھاتا ہے اور انسان اس حالت میں وہ کام کر گزرتا ہے جس کا کوئی جواز نہیں ہوتا۔ بہر حال غصے سے بچنا بہت ضروری ہے۔

غصہ انسان کی صحت کو حد درجہ متاثر کرتا ہے۔ حکیم لوگ بتاتے ہیں کہ غصہ انسان کے لئے کئی جسمانی بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔ انسان تو کسی اور پر اپنا غصہ نکال رہا ہوتا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ اس طرح وہ اپنے جسمانی نظام کو متاثر کر رہا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ دو آدمی باہم گالی گلوچ کرنے لگے۔ ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں۔ (بخاری) ایسا غصے کی حرارت کی وجہ سے ہوا۔ ایک دوسری حدیث میں آپ ؐ نے فرمایا: بے شک غصہ ابن آدم کے دل کا انگارہ ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ آدمی کی آنکھوں کی

> ضبط غضب کے بعد اکثر دیکھا گیا ہے کہ آدمی اپنے اس عمل پر بہت خوش ہوتا ہے اور جان لیتا ہے کہ اگر وہ غصے کی حالت میں ردعمل ظاہر کرتا تو اسے ناقابل تلافی نقصان ہو سکتا تھا

سرخی اور اس کی گردن کی رگوں کا پھول جانا کہاں سے آتا ہے۔ (ترمذی) یعنی یہ غصے ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ایک شخص کو آپؐ نے غصے میں دیکھا تو فرمایا کہ اگر یہ شخص اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کہہ لے تو اس کا

مگر وہ اپنے جذبات کو مشتعل نہ ہونے دے اور خطا کار سے تعرض نہ کرے تو حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے غصے کو پورا کرنے کا اختیار رکھتا ہو، اس کے باوجود غصے کو پی

شخص تو مجبور ہے۔ چار و نا چار وہ اپنے غصے پر صبر کرتا ہے مگر جس شخص میں طاقت اور اختیار ہو کہ وہ اپنے غصہ کو ظاہر کر سکتا ہو اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوئے اپنا غصہ پی جائے تو وہ بڑا اجر پائے گا۔ عقل مند شخص تو جان لے گا کہ اپنے غصے کو ضبط کرنا اُس کے لیے فائدہ مند ہے، چاہے اسے اپنے دل پر کتنا ہی جبر کیوں نہ کرنا پڑے۔ پھر جو مشکل کام انسان محض اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے تو اللہ اپنے فضل سے اُس شخص کے لیے وہ کام آسان بھی کر دیتا ہے۔ ضبطِ غضب کے بعد اکثر دیکھا گیا ہے کہ آدمی اپنے اس عمل پر بہت خوش ہوتا ہے اور جان لیتا ہے کہ اگر وہ غصے کی حالت میں ردعمل ظاہر کرتا تو اسے ناقابل تلافی نقصان ہو سکتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو (دین) سکھاؤ! آسانی پیدا کرو، دشواری پیدا نہ کرو اور جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو چاہیے کہ وہ اس وقت خاموشی اختیار کر لے''۔ یہ آخری بات آپؐ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی

غصہ جاتا رہے۔ (بخاری) اس سے معلوم ہوا کہ غصہ شیطانی اکساہٹ کا نتیجہ ہوتا ہے تو اس حال میں اگر وہ اللہ کی پناہ میں آ جائے تو وہ اپنے غصے کو دبانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ غصہ انسان کو ہیجانی کیفیت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور بعض اوقات تو وہ غصے میں پاگل ہو جاتا ہے اور پھر کسی ہمدرد کی بات بھی غور سے نہیں سنتا اور اپنے بُرے انجام سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

بہر حال غصے پر قابو پانا آسان کام نہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہادر وہ نہیں جو کشتی میں کسی کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پائے۔ ناگوار صورتحال ہو تو آپے سے باہر ہو جانا غصے کے باعث ہوتا ہے۔ غصے میں بدزبانی پر اتر آنا، چیزوں کا توڑنا، مار پیٹ کرنا، کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی تو غصے میں آدمی کسی کی جان کے درپے ہو جاتا ہے یا عزت پر حملہ کر دیتا ہے۔ تو ان مذموم حرکات اور انجام بد سے انسان تب ہی بچ سکتا ہے جب وہ غصے پر قابو پا لے اور آپے سے باہر نہ ہو۔

کسی نے بدسلوکی کی تو بندہ اُس سے بدلہ لینے کے بجائے استطاعت کے باوجود اپنے غصے پر کنٹرول کر لے تو اس کا یہ عمل اُس کے لئے دنیا میں بھی نتیجہ خیز رہے گا اور آخرت میں بھی۔ غصے کو جانے دینے کا مطلب ہے خطا کار کو معاف کر دینا۔ تو اس کام کا اچھا انجام اکثر اوقات انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتی۔ اچھے طریقے سے دفاع کرو۔ اس طرح وہ شخص تمہارا جگری دوست ہو جائے گا جس کے اور تمہارے درمیان عداوت ہو۔ (حم السجدہ:34) اگر کوئی بندہ بدسلوکی کا بدلہ لینے کی استطاعت رکھتا ہو،

جائے، اسے قیامت کے دن اللہ سب لوگوں کے سامنے بلائے گا اور اُسے اختیار دے گا کہ جو حور بھی چاہے پسند کر لے۔'' (ابوداؤد)

ایک آدمی کی بیوی سے کوئی غلطی ہو گئی۔ نقصان کر بیٹھی، شوہر کو غصہ آیا۔ وہ چاہتا تو اس کو سزا دے سکتا تھا۔ چاہتا تو طلاق دے کر گھر بھیج سکتا تھا۔ وہ حق بجانب تھا۔ تاہم اس آدمی نے یہ سوچا کہ میری بیوی نقصان تو کر بیٹھی ہے، چلو میں اس اللہ کی بندی کو معاف کر دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے بیوی کو معاف کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی وفات ہو گئی۔ کسی کو خواب میں نظر آیا۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا سناؤ، آگے کا معاملہ کیا ہوا؟ کہنے لگا، اللہ نے میرے اوپر مہربانی فرما دی۔ اس نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میری بیوی غلطی کر بیٹھی۔ میں چاہتا تو سزا دے سکتا تھا، مگر میں نے اس کو اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کر دیا۔ پروردگار عالم نے فرمایا کہ تو نے میری بندی سمجھ کر معاف کر دیا جا میں نے تجھے اپنا بندہ سمجھ کر معاف کر دیتا ہوں۔ (بکھرے موتی از محمد یونس پالن پوری)

ناگوار صورت حال میں غصہ آنا انسانی طبیعت کا خاصہ ہے۔ غصہ تو سب کو آتا ہے مگر ایسے وقت اللہ کے ڈر سے مشتعل نہ ہونا اور ضبط سے کام لینا بہت بڑی جوانمردی اور سعادت ہے، نیز اجر عظیم کا باعث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک کوئی گھونٹ اجر کے لحاظ سے غصے کے اس گھونٹ سے زیادہ عظمت والا نہیں، جسے بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوئے پی جائے۔'' (ابن ماجہ) ایک شخص کمزور ہے اور اپنے غصے کا اظہار کر ہی نہیں سکتا ایسا

جہاں حدیث میں غصے کی مذمت کی گئی ہے وہاں رسول اللہ ﷺ نے غصے اور غصے کے اثرات بد سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ غصہ فرو کرنے کے لیے آپؐ نے وضو کرنے کی ہدایت کی ہے، جس سے غصہ کی حدت میں فوراً سکون پیدا ہو جائے گا۔ ایسا معلوم ہو گا کہ وضو کے پانی نے غصہ کی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''غصہ شیطان کے اثر سے آتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ وضو کرے۔'' (سنن ابوداؤد) مسند احمد اور جامع ترمذی میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو چاہیے کہ بیٹھ جائے۔ پس اگر بیٹھنے سے غصہ فرو ہو جائے تو فبہا اور اگر پھر بھی غصہ باقی رہے تو چاہیے کہ لیٹ جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو (دین) سکھاؤ! آسانی پیدا کرو، دشواری پیدا نہ کرو اور جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو چاہیے کہ وہ اس وقت خاموشی اختیار کر لے۔ یہ آخری بات آپؐ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی'' (مسند احمد)۔ گویا غصہ فرو کرنے کے لیے خاموشی اختیار کرنا اس قدر موثر ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ارشاد میں یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ غصے کے بُرے نتیجہ سے بچنے کا یہ موثر اور آسان نسخہ ہے جو آپؐ نے ہمیں بتایا۔ اس پر عمل کر کے انسان بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔

☆☆☆

مذہبی منافرت کا ذمہ دار کون؟

خلافت فورم میں فکر انگیز مکالمہ

مہمانِ گرامی: ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال : آپ کے خیال میں سانحہ بادامی باغ لاہور کی اصل ذمہ دار کون ہے؟ پولیس یا حکومت پنجاب؟

ایوب بیگ مرزا : کسی سانحہ میں پولیس یا انتظامیہ کو ذمہ دار ٹھہرانا ایسا ہی ہے جیسا یہ کہنا کہ چھری خربوزے پر ہے یا خربوزہ چھری پر۔ میرے نزدیک دونوں میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ پولیس کا ادارہ انتظامیہ کی ہی نمائندگی کر رہا ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اس واقعہ کی اصل ذمہ دار انتظامیہ ہے۔ ہماری پولیس کا تو یہ حال ہے کہ ہمارے ملک میں تھانوں کی بولیاں لگتی ہیں۔ تھانوں میں ایس ایچ او کی تعیناتی کے لیے لاکھوں روپے رشوت کے طور پر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ ملک میں فرسودہ نظام کی موجودگی ہے۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ سانحہ بادامی باغ کا ملزم پکڑا جا چکا تھا اور اُسے پابند سلاسل بھی کیا جا چکا تھا۔ سوال یہ ہے کہ آئی جی پنجاب نے اُس وقت پولیس کو یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ وہ کسی ممکنہ بڑے سانحے سے بچنے کے لیے متعلقہ علاقے کو فوراً حصار میں لے لے۔ تفصیلات کے مطابق واقعہ کی رپورٹ کے بعد پولیس نے ایکشن کرتے ہوئی متعلقہ شخص کو گرفتار کر لیا تھا اور میڈیا میں اُس شخص کی فوٹیج کے ذریعہ تصدیق بھی ہو گئی تھی تو پھر یہ حکومت کا فرض یہ تھا کہ وہ اس واقعہ کا فوری نوٹس لیتے ہوئے آئی جی کو حکم دیتی کہ وہ کسی ممکنہ بڑے حادثے سے پہلے اس علاقے کا گھیراؤ کرے لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ قانونی زبان میں یہ حکومت کی نااہلی ہے۔ اگر پولیس اس واقعہ کی ذمہ دار ہے تو پھر حکومت کا فرض تھا کہ وہ متعلقہ ایس ایچ او اور ایس پی سٹی کو سزا دیتی۔ پولیس کے خلاف سخت تادیبی کارروائی سے پولیس آئندہ نہایت محتاط رہتی۔ جہاں تک بروقت بستی خالی کرانے کا معاملہ ہے تو اس حوالے سے بھی حکومت کی مزید نااہلی سامنے آئی ہے کہ حکومت نے سب کچھ پتہ ہونے کے باوجود اس بارے میں کوئی پیشگی ایکشن نہیں لیا۔ یہ حکومت کا کام تھا کہ پولیس کو فوری حکم دیتی کہ بستی خالی کرانے کی بجائے اس کا جگہ مکمل طور پر محاصرہ کیا جائے، تاکہ کسی ممکنہ بڑے حادثہ اور املاک کے نقصان سے بچا جا سکے، لیکن ایسا کچھ نہ ہو سکا۔ گوجرہ میں مکانوں کو آگ لگانے کی روایت پہلے قائم ہو چکی تھی۔ اس پر بروقت ایکشن نہیں لیا گیا، جس کا نتیجہ آج ہم سب کے سامنے ہے۔ مغربی معاشروں میں اگر ریل کا حادثہ بھی ہو جائے تو وزیر ریلوے استعفا دے دیتا ہے یا پھر وہ غفلت برتنے والے متعلقہ لوگوں کو قرار واقعی سزا دلواتا ہے۔ اس لیے کہ اگلا آنے والا وزیر یا متعلقہ عملہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ اُن سے پہلے لوگوں کو مجرمانہ غفلت برتنے پر عبرت کا نشانہ بنایا جا چکا ہے، اور وہ آئندہ سے نہایت محتاط ہوں۔ اس سانحے کے بعد بھی اگر ہم نے پولیس کے متعلقہ لوگوں کو قرار واقعی سزا نہ دلوائی تو ہماری پولیس ہمیشہ ایسی ہی کوتاہیاں کرتی رہے گی۔

> حیرت ہے کہ نواز شریف نے اُن دو بڑے قومی فیصلوں پر تنقید کی ہے جو پاکستان میں بڑے مقبول ہوئے ہیں لیکن امریکہ کو کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں یعنی گوادر کو امریکی شکنجے سے آزاد کروا کر چین کے حوالے کرنا اور پاک ایران گیس پائپ لائن منصوبہ

سوال : پاکستان اور اسلام دشمن قوتیں پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری کروا کر شیعہ، سنی اور بریلوی، دیوبندی فساد کروانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ عیسائی مسلم فساد کروانے کی کوشش بھی انھیں دشمنوں کی کارستانی ہے؟

ایوب بیگ مرزا : عین ممکن ہے کہ یہ بیرونی سازش ہو۔ اِس لیے کہ بھارت، اسرائیل اور امریکہ کا اتحاد ثلاثہ پاکستان کے خلاف پوری طرح سے سرگرم عِمل ہے۔ اگرچہ سانحہ بادامی باغ کے حوالے سے اس اتحاد ثلاثہ کی مداخلت کے تا حال کوئی ثبوت سامنے نہیں آئے، لیکن یہ بات میڈیا کے ذریعے سامنے آئی ہے کہ بعض افراد کے پاس ایسا آتش گیر مادہ موجود تھا جو عام لوگوں پاس نہیں ہوتا۔ ماضی قریب میں ہمارے پاس عراق اور افغانستان کی مثالیں موجود ہیں کہ جب بھی امریکہ کسی ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے تو وہاں نسلی، لسانی اور فرقہ وارانہ دہشت گردی کے واقعات شروع کروا دیتا ہے، تاکہ وہاں کے لوگ آپس میں لڑ پڑیں، اور اُن کی قوت تقسیم ہو جائے۔ مثال کے طور پر جب عراق میں دو برطانوی فوجیوں کو عراقی پولیس نے اہل تشیع کے لباس میں گرفتار کیا تو برطانوی فوج نے متعلقہ تھانہ پر حملہ کر دیا اور اپنے ان دونوں دہشت گرد فوجیوں کو آزاد کروا کر لے گئے۔ برطانیہ کے حوالے سے تو یہاں تک کہا جا رہا ہے کہ وسطی لندن سے باہر بالکل ویران سی جگہ پر ایک ایسا مدرسہ قائم کیا گیا ہے جہاں غیر مسلم اساتذہ کی زیر نگرانی غیر مسلم طالب علموں کو قرآن اور اسلامی فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے، تاکہ وہ مسلم ممالک میں جا کر مسلمانوں کے درمیان فقہی نزاعات کھڑے کریں اور اُنھیں آپس میں لڑوائیں۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمرانوں نے بیرونی سازشوں سے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ان تمام تر سازشوں کے باوجود اہل تشیع، اہل سنت اور دیوبندی بریلوی میں فرقہ واریت کی وہ فضا نہیں ہے جو وہ بنانا چاہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ٹارگٹ کلنگ میں بہت سے شیعہ اور اہل سنت کے اکابر شہید کیے جا چکے ہیں۔ ہمارا سیکولر میڈیا اور طبقہ یہ بات تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن یہ حقیقت ہے کہ پاکستان دشمن طاقتیں ہمارے ملک میں دہشت گردی کروا رہی ہیں۔

سوال : پاکستان کے موجودہ حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے بھارتی ریٹائرڈ جج نے کہا ہے کہ پاکستان ایک جراسک پارک بن چکا ہے۔ ہمارے ایک قومی اخبار نے اِسے دشمن کی ہرزہ سرائی قرار دیا ہے۔ کیا آپ بھارتی جج کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا : بھارتی جج کے اس بیان کو روزنامہ نوائے وقت نے ایک متعصب ہندو کی رائے قرار

دیا ہے۔ اگرچہ بھارتی جج کے اس بیان نے ہمیں بھی دُکھ دیا ہے، لیکن اگر ہم اپنے گریبانوں میں جھانکیں تو پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ کچھ سالوں سے (یعنی 9/11 سے لے کر آج تک) پاکستان میں انسانوں کو کس بہیمانہ انداز سے مارا گیا ہے۔ مسجدوں سے لے کر بازاروں تک کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں امن وچین کی گارنٹی دی جا سکے، خاص طور پر کراچی، کوئٹہ اور پشاور میں نہایت سفاکانہ انداز سے لوگوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک بیرونی طاقتوں کے عمل دخل کا سوال ہے تو میں یہ کہوں کہ جب تک اندرونی طاقتیں بیرونی طاقتوں کے ساتھ تعاون نہ کریں کوئی بیرونی دشمن کسی بھی ملک میں کچھ نہیں کر سکتا۔ ہمارے ملک میں مہنگائی لوڈشیڈنگ اور بے روزگاری کے ساتھ ساتھ حکومت کی بے اعتنائی کی وجہ سے لوگوں میں برداشت کا مادہ ختم ہو چکا ہے۔ حکمرانوں کی ہوس زر اب عوام میں بھی منتقل ہو چکی ہے۔ ہر شخص آج پیسوں کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ فاقوں کے ہاتھوں مرنے والا شخص لاکھ دو لاکھ روپے کے لیے دہشت گردوں کے ہاتھوں استعمال ہو جاتا ہو۔ بھارتی جج پر اعتراض بجا، لیکن اِس کے ساتھ ساتھ ہمیں وہ محرکات بھی تو دیکھنے چاہئیں جو ایسی باتوں کا سبب بن رہے ہیں۔ ہماری آئی ایس آئی اور آئی بی کیا کر رہی ہیں؟ کیا یہ سب ادارے سو رہے ہیں؟ اگرچہ میں آئی ایس آئی کو دنیا کی سب سے بہترین خفیہ ایجنسی گردانتا ہوں، لیکن سمجھ نہیں آتا کہ اب اس خفیہ ایجنسی کے معلوماتی ذرائع کو کیا ہو گیا ہے۔ امریکہ میں پاکستان کے سابق سفیر حسین حقانی امریکی ایجنٹوں کو آئی ایس آئی کی کلیرنس کے بغیر سینکڑوں ویزے راتوں رات جاری کرتے رہے۔ اس حوالے سے احمدی نژاد کا بیان قابل غور ہے کہ پاکستان میں اتنی بڑی تعداد میں امریکی ایجنٹ موجود ہیں کہ صرف پاکستان کو نہیں بلکہ ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں ایران کو بھی نقصان نہ پہنچ جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے تمام مذہبی سٹیک ہولڈرز کو اس سلسلے میں آگے بڑھنا ہو گا۔ تمام مسلکی اور فقہی رہنماؤں کو آپس کے اختلافات بھلا کر سر جوڑ کر بیٹھنا ہو گا۔ اس حوالے سے اِن رہنماؤں کا کردار کلیدی ثابت ہو گا اور اگر یہ خدانخواستہ ایسا کام نہیں کرتے تو اِن تمام حضرات کو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دینا پڑے گا۔ اُنہیں کوئی عملی اقدام کرنے ہوں گے، کیونکہ بیان دینا الگ بات ہے اور عملی طور پر کوشش کرنا ایک الگ بات ہے۔ تمام مسالک کو چاہیے کہ اپنے لٹریچر میں سب سے پہلے دوسرے مسلک کے خلاف قابل اعتراض مواد کو خارج کریں۔ علماء کا کام اِن واقعات کی مذمت کرنے کی بجائے اِن محرکات کی اصل وجہ بننے والے عوامل کی بیخ کنی کرنا ہے۔ علمائے کرام کو اپنے تئیں ایسی مانیٹرنگ ٹیمیں تشکیل دینی چاہئیں جن کا کام ایسے واعظین اور ذاکرین پر نظر رکھنا ہو جو دوسرے مسلک کے خلاف نفرت پھیلائیں۔ یہ ٹیمیں ایسے لوگوں کے خلاف سخت ایکشن لیں اور انہیں ذمہ دار عہدوں سے فوری طور پر ہٹا دیں۔ اِسی طرح یہ تمام مذہبی کتابوں سے قابل اعتراض مواد کا خاتمہ کریں۔ اور سب سے اہم کام مذہبی تنظیموں میں موجود عسکری ونگ کے خاتمے کا اعلان ہے۔ عسکریت بیرونی ملک دشمن قوتوں کے خلاف ہونی چاہیے نہ کہ ہم آپس میں دست وگریباں ہوں۔ ہمارے ملک میں ملی یکجہتی کونسل کی ایک نہایت اچھی روایت قائم ہوئی تھی، جس میں قاضی حسین احمد مرحوم بڑا ہی اہم اور کلیدی رول ادا کر رہے تھے۔ ملی یکجہتی کونسل میں دیو بندی، بریلوی اور اہل تشیع

> **علمائے کرام کو ایسی مانیٹرنگ ٹیمیں تشکیل دینی چاہئیں جن کا کام ایسے واعظین اور ذاکرین پر نظر رکھنا ہو جو دوسرے مسلک کے خلاف نفرت پھیلائیں**

حضرات بھی شامل تھے لیکن محترم قاضی صاحب اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ ابھی تک ملی یکجہتی کونسل کا نیا صدر نہیں بن سکا ہے۔ ملی یکجہتی کونسل کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں آگے بڑھ کر مندرجہ بالا مثبت اقدامات کو عملی جامہ پہنائے۔

سوال: 2009ء میں گوجرہ میں ایسا ہی افسوس ناک واقعہ ہوا جس پر چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کی سربراہی میں عدالتی کمیشن بنا۔ اس کمیشن کی رپورٹ کے کسی ایک پوائنٹ پر بھی گزشتہ تین سال میں عمل درآمد نہیں ہوا۔ کیا پنجاب حکومت کا یہ اقدام توہین عدالت کے زمرے میں نہیں آتا؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستانی حکمرانوں کا یہ وتیرہ بن چکا ہے کہ جس کام کو نہ کرنا ہو اُس کے بارے میں ایک کمیٹی تشکیل دے دی جاتی ہے یا ایک کمیشن بنا دیا جاتا ہے، تاکہ معاملے کو سرد خانے میں ڈال دیا جائے۔ آپ لاہور کے چھوٹے سے علاقے بادامی باغ کی بات کر رہے ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ یہ ملک دولخت ہو گیا، اِس پر حمود الرحمٰن کمیشن قائم ہوا لیکن کیا کسی جنرل کو کوئی سزا ہوئی یا اُس سے پوچھ گچھ ہی ہوئی۔ سقوط ڈھاکہ جو پاکستان کی تاریخ کا سب سے بدترین سانحہ ہے، اس سے بڑھ کر اور سانحہ کیا ہو سکتا ہے۔ حمود الرحمٰن کمیشن کا جو حشر ہوا وہ آج ہم سب کے سامنے ہے۔ صرف پنجاب حکومت ہی نہیں، یہ روزِ اوّل سے ہر حکومت کا حال رہا ہے کہ معاملات کو فائلوں میں دبا دیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے گوجرہ والے واقعہ کی رپورٹ کو دیکھنا بھی گوارا نہ کیا ہو۔ وہ وقتی طور پر معاملہ کو دبانے کے لیے متاثرہ لوگوں کے گھر چیک لے کر چلے جاتے ہیں۔ بعد میں پتہ چلتا ہے کہ وہ چیک ہی Cash نہیں ہو رہے۔ اس حوالے سے اگر توہین عدالت کی بات کا جائزہ لیا جائے تو گزشتہ پانچ سالوں میں وفاقی حکومت نے سپریم کورٹ کے 59 احکامات پر عمل درآمد نہیں کیا۔ پنجاب حکومت اس حوالے سے یہ جواز محفوظ رکھتی ہے کہ اُس نے تو عدالت کا صرف ایک حکم نہیں مانا۔ اس ساری تمہید کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے ملک میں عدالتی احکامات اور سانحات کے معاملے میں ایسے رویے روا رکھے جاتے ہیں۔

سوال: سوال: کوئٹہ میں ضلعی الیکشن کمشنر کو قتل کر دیا گیا ہے۔ بی ایل اے نے الیکشن روکنے کی دھمکی دی ہے۔ کیا یہ سب کچھ واقعتاً الیکشن کے التوا کے لیے کیا جا رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ایسا ہو سکتا ہے۔ نائن الیون سے اب تک پاکستان میں جو تخریب کاری مسلسل چل رہی ہے، آج کل اُس میں شدت آ گئی ہے۔ تخریب کاری میں بیرونی اور کچھ اندرونی ایسے عناصر ملوث ہو سکتے ہیں جو الیکشن ملتوی کروانا چاہتے ہیں۔ یہ میری ذاتی رائے ہے جو غلط بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ملکی حالات جیسے بھی ہیں ان شاء اللہ انتخابات وقت پر ہوں گے۔ امریکہ پاکستان میں الیکشن اس لیے ملتوی کروانا چاہتا ہے کہ اُسے آگے کوئی آصف علی زرداری نظر نہیں آ رہا۔ اُسے کوئی مشرف ملتا نظر نہیں آ رہا۔ البتہ کچھ غیر مصدقہ اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں، جن کے مطابق ہمارے ایک بڑے سیاسی لیڈر کے امریکہ سے معاملات طے ہو چکے ہیں۔ اس بڑے قومی لیڈر کی سابق صدر پرویز مشرف سے ملاقات بھی کروائی گئی ہے۔ شنید یہ ہے کہ اس مقصد کے لیے

امریکہ نے سعودی عرب کو استعمال کیا ہے۔ جس نے امارات میں دونوں لیڈروں کی ملاقات بھی کروائی ہے۔ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے بلکہ ہمارے قومی اخبارات میں چھپ چکی ہے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اب امریکہ پاکستان میں الیکشن ہونے دے، لیکن انڈیا اب بھی نہیں چاہے گا کہ پاکستان میں الیکشن ہوں۔ جہاں تک آپ نے بلوچستان لبریشن آرمی کی بات کی ہے تو اس کی سرگرمیوں کے پس پردہ لازمی طور پر انڈیا ہے۔ بلوچستان کا سرحدی بارڈر جغرافیائی اعتبار سے کہیں سے بھی انڈیا سے نہیں ملتا، لیکن امریکہ نے بدمعاشی کی ہے کہ افغانستان میں ”را“ کو ایسے راستے مہیا کیے، جس کے ذریعے وہ بلوچستان میں بی ایل اے کو سپورٹ کر رہی ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ بی ایل اے کی اتنی حیثیت نہیں ہے کہ وہ پاکستان میں الیکشن کا راستہ روک سکے۔

سوال : آپ نے پاکستان کے سیاسی مستقبل کا جو منظرنامہ بیان کیا ہے اس سے تو لگتا ہے کہ پاکستان کبھی امریکی اتحاد سے الگ نہیں ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا : آپ نے بالکل صحیح نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اس لیے کہ نواز شریف نے اُن دو بڑے قومی فیصلوں پر تنقید کی ہے جو پاکستان میں بڑے مقبول ہوئے ہیں لیکن امریکہ کو کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں یعنی گوادر کو امریکی اس شکنجے سے آزاد کروا کر چین کے حوالے کرنا اور پاک ایران گیس پائپ لائن منصوبہ جس پر امریکہ آج ہمیں کھلی دھمکیاں دے رہا ہے۔ پاک ایران گیس پائپ لائن معاہدے پر ہمارے قومی لیڈر کی جماعت کے ترجمان نے یہ بات کہی ہے کہ ہم اس معاہدے کو Re-visit کریں گے۔ ان دونوں بڑے منصوبوں کے ذریعے پیپلز پارٹی نے اپنی گزشتہ پانچ سال کی بدترین کارکردگی کا داغ دھونے کی کوشش کی ہے۔ اللہ کرے کہ اِن دونوں منصوبوں پر عمل درآمد ہو جائے۔ پاکستان کی آئندہ آنے والی نسلوں کو ان منصوبوں سے بہت فائدہ حاصل ہوگا۔

(مرتب: وسیم احمد/محمد بدرالرحمٰن)

قارئین: اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ (www.tanzeem.org) پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔ پروگرام کے بارے میں اپنی آراء اور تجاویز ”media@tanzeem.org“ پر ارسال کریں۔

☆☆☆☆☆

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ

(II)

فرقان دانش

پہلا معرکہ

صلاح الدین ایوبیؒ کے جوہر اس موقع پر کھل کر سامنے آئے جب نورالدین کے حکم پر شیرکوہ مصر کے خلاف اپنی پہلی مہم میں ان کو اپنے ساتھ لے گیا۔ ہوا یوں کہ مصر کی دولت مندی اور ضعف کو دیکھ کر عیسائی اس پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ شیرکوہ نے نورالدین زنگی کو سمجھایا کہ مصر عیسائیوں سے صرف اسی صورت بچ سکتا ہے جب ہم خود اُسے فتح کر لیں۔ اس وقت مصر میں فاطمیوں کی اور بغداد میں عباسیوں کی خلافت قائم تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق فاطمی خلیفہ عاضدالدین نے سلطان نورالدین کو خط لکھا کہ عیسائیوں نے مصر کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ اگر آپ مدد کریں تو فتح کی صورت میں سلطنت کا تیسرا حصہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ چنانچہ نورالدین کے حکم پر شیرکوہ اپنے بھتیجے صلاح الدین کے ہمراہ مصر کی طرف روانہ ہوا۔ عیسائیوں کی فوج کے مقابلہ میں شیرکوہ کی فوج بہت تھوڑی تھی۔ شیرکوہ نے صلاح الدین کو قلب لشکر میں اپنی جگہ مقرر کیا اور خود متعدد بہادروں اور کچھ فوج کو لے کر الگ ہو گیا۔ منصوبہ یہ تھا کہ جب عیسائی سپہ سالار پر حملے کے لیے فوج کے قلب میں حملہ کریں تو صلاح الدین پیچھے ہٹتا چلا جائے۔ عیسائی پیچھا کریں گے تو عقب میں شیرکوہ حملہ کرے گا۔ اس موقع پر صلاح الدین بھی پلٹ کر حملہ کر دے۔ شیرکوہ کی یہ حکمت عملی کارگر ہوئی اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ شیرکوہ نے دو ہزار کی قلیل فوج کے ساتھ ایک بڑے لشکر کو شکست دے دی۔ بہت سے عیسائی مارے گئے، بے شمار قید ہوئے جبکہ باقی بھاگ گئے۔ مصر پر شیرکوہ کا قبضہ ہو گیا۔

1188ء میں شیرکوہ وفات پا گیا تو فاطمی خلیفہ عاضد نے مصر کی وزارت صلاح الدین کے سپرد کر دی اور اسے ملک الناصر کا خطاب دیا۔ اس وقت صلاح الدین ایوبی کی عمر 32 سال تھی۔ صلاح الدین نے مصر کی حکومت سنبھالتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ اپنے چچا اسدالدین شیرکوہ کی جمع کردہ تمام دولت شام کے فوجیوں میں تقسیم کر دی۔ جبکہ مصری فوج کو بھی مال و دولت اور جاگیریں عطا کیں۔ فوجی افسروں کو ترقیاں دیں۔ رعیت کی جان و مال کی حفاظت اور حقوق کا خیال رکھنے کے لیے خصوصی اقدامات کیے۔ ان کو انصاف کی فراہمی کے لیے عدالت کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے۔ ان اصلاحات سے عوام کے دلوں میں صلاح الدین ایوبی کی محبت نے گھر کر لیا۔

فتوحات

مسلمانوں کی باہمی نااتفاقی کے باعث جو علاقے مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے تھے اب ان کو واپس لینے کی آرزو صلاح الدین ایوبی کے دل میں سر اُٹھانے لگی۔ 1190ء میں صلاح الدین اپنی منظم فوج کو ساتھ لے کر آگے بڑھے۔ سب سے پہلے عسقلان کا رُخ کیا۔ جہاں شاہ فرانس اور مختلف عیسائی گروہوں سے اس کی معرکہ آرائی ہوئی۔ گھمسان کی جنگ کے بعد شاہ فرانس اور عیسائی لشکر میدان چھوڑ گئے اور عسقلان مسلمانوں کے پاس واپس آ گیا۔ صلاح الدین نے ایلہ پر حملہ کیا اور یہ بھی اُن کے قبضہ میں آ گیا۔ اس کے بعد صلاح الدین نے دو برس بحری اور بری فوجوں کو منظم کرنے کے لیے مصر میں قیام کیا۔ اس دوران انھوں نے مصر کے اندرونی نظم ونسق کی بہتری اور مالی معاملات کی اصلاح پر بھی خصوصی توجہ دی۔ 1194ء میں نورالدین کی وفات کے بعد دمشق کی جانشینی پر مسلمانوں میں سخت تنازعہ پیدا ہو گیا۔ بعض امراء نے اس مسئلہ کے حل کے لیے صلاح الدین کو دمشق آنے کی دعوت

دی جسے انہوں نے قبول کرلیا۔ دمشق آمد پر امراء نے اتفاق رائے سے دمشق کی حکومت صلاح الدین کے حوالے کردی۔

عیسائیوں کے ساتھ سلطان کے مجاہدات کا آغاز 1198ء میں ہوا جب عیسائیوں نے ایک لشکر جرار لے کر دمشق کا رُخ کیا۔ صلاح الدین ایوبی نے انھیں روکنے کے لیے اپنے بہادر بھتیجے فرخ شاہ کو ایک لشکر دے کر بھیج دیا اور پھر خود بھی لشکر لے کر عیسائیوں کے حملے کا جواب دینے کے لیے کسی دوسرے راستے سے چل دیئے۔ تاہم عیسائی سلطان کے پرجوش حملے کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ قلعے پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ 1203ء میں سلطان نے بیسان پر چڑھائی کی۔ یہاں کے عیسائی شہر خالی کر کے پہاڑوں پر چلے گئے اور وہیں سے تیر پھینکنے لگے۔ چار پانچ دن اسی حالت میں گزر گئے۔ بالآخر مسلمانوں نے بیسان پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد سلطان ایوبیؒ ''جالوت'' نام کے ایک شہر کی سرحد میں داخل ہوئے۔ جس روز سلطان اپنے لشکر کو لے کر پہنچے تھے اس کے آنے کا عیسائیوں کے دلوں پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ تمام دن خیموں میں پڑے رہے اور خوف کے مارے باہر نہ نکل سکے اور دوسرے دن لڑائی کو طرح دے کر اپنے اپنے مقامات کی طرف نکل بھاگے۔

1206ء تک سلطان نے عیسائیوں کی روز بروز بڑھتی ہوئی عداوت اور مخالفت کو روکنے کے لیے متعدد شہروں کو فتح کیا۔ 1207ء میں سلطان ایک بہت بڑے معرکے کے لیے تیار ہوئے اور اپنے بیٹے ملک الافضل کو سپہ سالار مقرر کیا۔ فوج کا ایک دستہ اپنے ساتھ لے کر اسلامی لشکر کو ''عکا'' کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود بصرے کی طرف چل پڑے۔ پرنس آرنلڈ والی ارناط نہایت بدعہد تھا، وہ اکثر حاجیوں کے قافلے لوٹ لیتا۔ اس راستے سے چونکہ مسلمانوں کا ایک قافلہ نکلنے والا تھا، اس لیے سلطان کے بروقت پہنچ جانے سے پرنس آرنلڈ کے ہوش و حواس درست ہو گئے اور قافلہ صحیح وسلامت وہاں سے گزر گیا۔

ایک مؤرخ نے ان میں سے بعض مشہور مقامات کے نام بترتیب ذیل یکجا لکھ دیے ہیں، جنھیں عیسائیوں سے حاصل کیا یا خود زیر نگیں ہو گئے۔ طبریہ، عکا، زیب، معلیا، اسکندرونہ، تبنین، ہونین، ناصرہ، عور، صفوریہ، فولہ، جنین، ارعین، دیوریہ، عضر بلا، بیان، مبسطیہ، نابلس، لجون، اریحا، سنجل، بیرہ، یافا، ارسوف، قیصاریہ، حیفا، صرفد، صیدا، بیروت، قلعہ ابی الحسن، جبیل، نجدل یا مجدل حباب، واردم، عزہ، عسقلان، تل صافیہ، تل احمر، اطرون، بیت جبریل، جبل الخلیل، بیت اللحم، لاب، ریلہ، قرتیا، القدس، صوبا، ہرمز، سلع، عفیرا، شقیف۔

ان مقامات سے اکثر تو سلطان نے امن اور مصالحت کے ساتھ لے لیے۔ ان کے باشندوں کو اپنا مال واسباب لے کر امن سے چلے جانے کی اجازت دی۔ مصالح ملکی کے لحاظ سے سلطان اپنی نرمی اور ملاطفت کے سلوک میں غلطی کر رہے تھے کہ وہ ان متفرق باشندوں اور ان کی پریشان طاقتوں کو یکجا جمع ہو جانے اور اس جمعیت سے ایک مضبوط طاقت پیدا کر لینے کا موقع دے رہے تھے اور اس خطرناک غلطی کا اُن کو آخر خمیازہ اُٹھانا پڑا (جس کا ذکر آگے آئے گا) مگر کوئی اس قسم کا خیال اُن کو اس وقت احسان اور مروت کرنے سے باز نہ رکھ سکا۔ وہ تمام عیسائیوں کو امن وامان دینے اور صلح کے ساتھ اطاعت قبول کرانے کے واسطے تیار رہے۔ بعض مقامات کے لوگ اُن سے مقابلہ کرنے پر تیار ہوئے، مگر ان کو بھی امان دینے کے واسطے جب وہ امان مانگیں وہ ہر وقت آمادہ وتیار تھے۔ مثلاً عسقلان کے لوگوں نے جو ایک نہایت مضبوط اور نہایت مفید مقام تھا، جو مصر کے ساتھ براہ راست آمد ورفت کے تعلقات قائم کرنے کا ایک محفوظ اور کارآمد ذریعہ تھا، مقابلہ کیا اور جب سلطانی فوج نے قلعہ کو توڑ کر شگاف کر ڈالا اور سلطان نے باشندوں کو اُس وقت بھی امن قبول کرنے کے واسطے کہا تو انہوں نے انکار کیا اور مقابلہ کے ارادہ کو نہ چھوڑا لیکن گوئی بادشاہِ یروشلم نے جو سلطان کی قید میں سلطان کے ہمراہ تھا اہل عسقلان کو سمجھایا کہ تم اپنے بچاؤ کی بے فائدہ کوشش میں اپنے اہل وعیال کی جان کو خطرہ میں نہ ڈالو۔ اس پر اُنھوں نے سلطان کے پاس آ کر صلح اور امن کی درخواست کی اور سلطان نے ان کی شجاعت کی داد دینے میں جو شرائط اُنھوں نے پیش کیں منظور کر لیں اور اپنے بادشاہ کی نسبت ان کی محبت کے خیالات سے متاثر ہو کر بادشاہ کو ایک سال کے اختتام پر آزاد کر دینے کے لیے رضامند ہو گئے۔

سلطان کو ان تمام مفتوحہ مقامات سے کثیر التعداد مسلمان قیدیوں کے آزاد کرنے کا موقع ملا۔ ایک شہر کے فتح کرنے کے بعد جو کام سب سے پہلے سلطان کرتے تھے، وہ قیدیوں کی زنجیریں توڑنا اور اُن کو آزاد کرنا اور کچھ مال ومتاع دے کر رخصت کر دینا ہوتا تھا۔

بیت المقدس کی فتح

اب سلطان صلاح الدین جو دمشق اور مصر سے بیت المقدس تک کے تمام راستوں اور اس کے شہروں پر قبضہ کرتے ہوئے آگے بڑھے تو بیت المقدس کے غربی جانب جا پہنچے۔ اس وقت عیسائیوں کا بیت القدس پر نہایت مضبوط اور مستحکم قبضہ تھا اور شہر میں ایک لاکھ عیسائی موجود تھے۔ سلطان نے پانچ روز تک خود چل کر فصیل کا معائنہ کیا، مگر فصیل کو ہر جگہ سے مضبوط اور مستحکم پایا۔ آخر کار شمالی جانب ایک مقام تجویز کیا گیا جس کے بالکل سامنے کلیسائے صیحون واقع تھا اور نہایت چپکے چپکے رات کی تاریکی میں مورچے قائم اور منجنیق نصب کر لیے۔ صبح ہوتے ہی مسلمانوں نے منجنیق سے پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ تین دن اسی طرح گزر گئے۔ عیسائیوں نے مسلمانوں کا خوب مقابلہ کیا، لیکن بالآخر انھیں مسلمانوں سے صلح کرتے ہی بنی۔ چنانچہ انھوں نے صلح کی درخواست پیش کی۔ اس موقع پر سلطان نے عفو ودرگزر کرنے کو انتقام لینے پر ترجیح دی اور حکم دیا کہ فی مرد دس دینار، فی عورت پانچ دینار اور فی بچہ دو دو دینار فدیے کے طور پر لے کر بیت المقدس کے تمام عیسائیوں کو رہائی دی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص اپنی رضا اور رغبت سے مسلمان ہونا چاہے وہ اسلام قبول کر کے ہمارا بھائی بن سکتا ہے۔ اس کے حقوق بھی وہی ہوں گے جو ہمارے ہیں۔ اس کے بعد سلطان دمشق واپس آ گیا اور دمشق اسے کچھ ایسا پسند آیا کہ پھر مصر جانے کا خیال بھی نہ کیا۔

وفات

دمشق پہنچ کر سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کچھ ہی عرصہ بعد تپ کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ اس بیماری نے کافی طول کھینچا اور مرض دن بدن بڑھتا ہی چلا گیا۔ شہر اور اس کے اراکین حکومت میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ کوئی ایک فرد بھی شہر میں ایسا نہ تھا جو سلطان کے واسطے دعائے خیر نہ کرتا ہو۔ مگر موت کا کوئی علاج نہیں، آخر کار اسی مرض سے 27 صفر کو 1213ء کو سلطان صلاح الدین ایوبیؒ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ سلطان کا جنازہ کئی بار پڑھا گیا اور انہیں دمشق کے ایک باغ میں آسودۂ خاک کر دیا گیا۔

(اناللہ وانا الیہ راجعون)

☆☆☆☆☆

منافقت

اوریا مقبول جان

ایک طویل عرصے سے میرے ملک کے عوام کو یہ دلیل بار بار زور وشور سے سنائی جاتی ہے کہ جمہوریت اس لیے ناکام ہوتی ہے کہ یہاں پر آزادانہ الیکشن نہیں ہوتے۔ کبھی یہ الزام فوج، ایجنسیوں اور گزشتہ سالوں سے ایک نو دریافت ترکیب اسٹیبلشمنٹ کے سر دھر دیا جاتا ہے کہ اُس کی مداخلت کی وجہ سے فلاں پارٹی یا گروہ اقتدار میں آیا۔ کبھی قبیلہ، برادری، زبان اور قوم کے تعصبات کو صاف شفاف الیکشنوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ قرار دیا جاتا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ اگر یہ سب کچھ نہ ہو تو جمہوریت ایک ایسا سنہرا راستہ ہے جس میں عوام کی حقیقی رائے سے انہی کی حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ یہ ایک ایسا دھوکہ اور فریب ہے جسے دانشوروں، تجزیہ نگاروں اور جمہوریت کے علمبرداروں کے خوابوں نے تخلیق کیا۔

کیا دنیا کے جن ملکوں میں کئی سو سال سے جمہوریت اپنے پنجے گاڑ چکی ہے، وہاں الیکشن کسی قسم کی مداخلت اور طاقت ور گروہوں کی بالا دستی کے بغیر ہوتا ہے؟ کیا وہاں واقعی لوگ اپنے حکمران، اعلیٰ ترین انسانی اقدار ...... انصاف، دیانت، انسانی برابری، اخلاقی برتری اور معاشرتی فلاح جیسے اصولوں کو سامنے رکھ کر چنتے ہیں؟ امریکہ سے لے کر انگلینڈ اور فرانس سے لے کر اٹلی تک اگر کوئی شخص الیکشن کے موسم میں قوموں کے اتار چڑھاؤ اور مزاج کا مطالعہ کرے تو حیرت میں ڈوب جائے کہ کئی سو سال تک الیکشن اور جمہوریت کی عادی یہ اقوام کسی طرح اس پورے عمل کو ایک وقتی میلے اور ہیجان کی طرح لیتی ہیں۔ چند ایک تبصرہ نگاروں کی مخصوص اقلیت جو عالمی اور ملکی معاملات پر غور کرتی ہے اُس کو چھوڑ کر عوام کی اکثریت ایک بہاؤ کے زیرِ اثر، ایک جادو اور سحر کے عالم میں گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہے اور پھر جس کا جادو زیادہ چل جائے۔ ایک وقتی طور پر کیا جانے والا سطحی فیصلہ جسے ووٹ کہتے ہیں، اس قوم کو اگلے پانچ سالوں کے لیے اُس کی تقدیر کے بارے میں ہونے والے فیصلوں سے یوں نکال کر باہر پھینک دیتا ہے جیسے مکھن میں سے بال۔ پھر اس ملک کے ساتھ جو کرنا ہے وہ کانگریس نے یا پارلیمنٹ نے کرنا ہوتا ہے۔ یہ پارلیمنٹ، یہ صدر یا وزیرِ اعظم کہاں سے آتے اور کیسے آتے ہیں، انہیں کون لاتا ہے؟ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے ووٹ سے آتے ہیں، یہ ہمارے نمائندے ہیں، ہم نے انہیں منتخب کیا ہے۔ لیکن یہ وہ دھوکہ ہے جس میں پوری قوم مبتلا رہتی ہے بلکہ اُسے بار بار مبتلا کر کے اس دھوکے کا مستقل اسیر رہنے دیا جاتا ہے۔

یہ جمہوریت، الیکشن اور عوامی نمائندگی گزشتہ ایک صدی سے دو چیزوں کی محتاج اور دست نگر ہے۔ اگر یہ دو چیزیں کسی قابل، ایماندار اور پوری قوم میں اہل ترین شخص کو حاصل نہ ہوں تو جیتنا تو دور کی بات ہے وہ اس میدان میں اترنے کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا۔ یہ دو چیزیں ہیں پارٹی فنڈ اور میڈیا۔ پارٹی فنڈ اصل میں فاتحین کو دی جانے والی کمک کا نعم البدل ہے۔ وہ کمک کہ جب سکندر، چنگیز اور ہلاکو جیسے لوگ ملکوں کو فتح کیا کرتے تھے تو قبیلے یا علاقائی راجے انہیں گھوڑے، افرادی قوت اور مالی امداد فراہم کرتے تھے، اور جب ملک فتح ہو جاتا تو کمک فراہم کرنے والے کسی کو گورنر، کسی کو سپہ سالار بنا دیا جاتا، کوئی اس کمک کے بدلے میں وزارت لیتا اور کوئی دس ہزاری منصب۔ حکمران طبقہ آج بھی وہی ہے جس کی دولت سے ان جمہوری ملکوں میں اربوں ڈالر کے پارٹی فنڈ قائم ہوتے ہیں اور پھر الیکشن مہم کی چکا چوند مہم شروع کی جاتی ہے جس میں میڈیا کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان میں آتا ہے۔ لوگوں کو ایک مصنوعی قیادت کی جھلک انتہائی خوشنما طریقے سے دکھائی جاتی ہے۔

اس بااصول جمہوری طریقے کی سطحیت ملاحظہ کیجیے۔ رچرڈ نکسن اپنے پہلے الیکشن کے بارے میں لکھتا ہے کہ چونکہ اس کا مقابلہ کینیڈین کے ساتھ تھا جسے میڈیا نے ایک جاذبِ نظر ہیرو کے طور پر پیش کیا تو وہ شدید احساس کمتری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ کئی قسم کی کریمیں اور لوشن لگا کر ٹیلی ویژن پر آتا، سو طریقے خوبصورتی کے اپنائے، لیکن اُس کے سامنے میرا چراغ نہ جل سکا۔ اس شاندار جمہوری الیکشن یا سطحی ''مقابلہ حسن'' کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ بل کلنٹن کے الیکشن جیتنے کے بعد اُس کو ووٹ دینے کی بنیادی وجہ کے بارے میں سروے ہوئے تو عورتوں کی اکثریت نے بتایا کہ انہوں نے کلنٹن کو اس لیے ووٹ دیئے کہ وہ ان کے خوابوں میں آتا تھا۔ ایک خمار، ایک جنون، میڈیا کی چکا چوند اور لوگوں کو ایک میلے کی طرح اپنے نمائندے چننے کا احساس برتری اس طرح دلایا جاتا ہے کہ انہیں خبر تک نہیں ہوتی کہ وہ جن کو منتخب کرنے جا رہے ہیں ان کی طنابیں کن کے ہاتھ میں ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ہوتی ہیں جن کا سرمایہ اس پورے نظام میں جان بھرتا ہے۔ امریکہ کے ان سرمایہ داروں نے 32 ٹریلین ڈالر ٹیکس سے بچنے کے لیے کیمن آئی لینڈ میں رکھا ہوا ہے۔ یہ رقم امریکہ کے کل جی ڈی پی 15 ٹریلین ڈالر اور کل قرض 16 ٹریلین ڈالر کو ملا کر بننے والے 31 ٹریلین ڈالر سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن ان لوگوں کے سرمائے سے جیتنے والے کانگریس کے ارکان ان ٹیکس چوروں کے خلاف گزشتہ سو سال سے ایک قرارداد بھی پاس نہیں کر سکے۔ یہ وہ جمہوری اور بے بس قیادت ہے جس کو جمہوریت کا حسن کہا جاتا ہے۔ یہ صرف پاکستان میں نہیں ہوتا کہ آپ زرعی ٹیکس نہ لگا سکیں، قرضے معاف کرنے والوں نہ پکڑ سکیں، ٹیکس چوروں کا احتساب نہ کر سکیں۔ یہ دنیا کے ہر جمہوری نظام کا خاصہ ہے۔ دنیا بھر میں جمہوری نظام اسی لیے رائج کیا گیا ہے اور اسے اس طرح خوشنما بنا کر پیش کیا گیا ہے کہ لوگ پانچ سال اس نشے میں مبتلا رہیں کہ یہ ان کی حکومت ہے اور پانچ سال بعد وہ انہیں بدلنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ ان پانچ سالوں میں وہ کن کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں، ان لوگوں کا جو انہیں ضمانت دیتے ہیں کہ اگلے انتخابی مرحلے میں ان کا روپیہ اور ان کا میڈیا انہیں دوبارہ مسندِ اقتدار پر لا بٹھائے گا۔

اس سارے نظام کی منافقت اس مملکت خداداد پاکستان میں صرف چند روز میں ایسے کھل کر سامنے آئی ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کی زبانیں روز یہ

گردان کرتے نہیں تھکتی تھیں کہ کون چور ہے، بددیانت ہے، فاسق وفاجر ہے۔ اس کا فیصلہ تو عوام کا کام ہے یہ صادق اور امین کی شرط جمہوریت کے منافی ہے، جن کو عوام منتخب کریں، خواہ وہ چور ہو، بددیانت ہو، جھوٹا ہو، اسے ہی حکومت کرنے کا حق حاصل ہے۔ اٹھارہ کروڑ عوام پر چور اور بددیانت کو حکومت کا حق حاصل ہے، لیکن جب ان سب سیاسی لیڈروں کے اپنے انتخابات کا فیصلہ آیا، نگران حکمران چننے کی بات ہوئی، تو62اور63 کی تمام شرائط کھل گئیں......ایماندار ہو، غیر جانبدار ہو، صادق اور امین ہو، امریکہ کا غلام نہ ہو، ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کا ملازم نہ ہو، کسی طبقے یا گروہ کے لیے تعصب نہ رکھتا ہو۔ کیسی شرائط عائد کی جارہی ہیں، کیسے فرشتے اور متقی ڈھونڈے جارہے ہیں! جن لوگوں نے تین ماہ اقتدار میں رہنا ہے وہ تو ان شرائط پر پورا اتریں کہ انہوں نے ان سیاستدانوں کے درمیان انصاف سے الیکشن کروانا ہے لیکن جو پانچ سال کے لیے برسرِاقتدار آئیں وہ بے شک ٹیکس چور ہوں، بددیانت ہوں، کرپٹ ہوں، جھوٹے ہوں۔

☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم عاصم اشفاق صاحب کی ہمشیر بلڈ کینسر کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ قارئین سے بھی گزارش ہے کہ اُن کی صحت کے لئے خلوصِ دل کے ساتھ دعا کریں۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ رفیق تنظیم حامد شاہ کے بھائی اور محمود شاہ، مرتضیٰ شاہ کے بھتیجے روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پاگئے

☆ مقامی تنظیم بہاولنگر کے رفیق اکرام الحق کے والد محترم وفات پاگئے۔

اللہ رب العزت مرحومین کی خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر فرمائے، اور ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے (آمین) قارئین ندائے خلافت سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

ضرورت رشتہ

☆ مغل فیملی کو اپنی بیٹی، عمر25 سال، قد"5'5، تعلیم ایم بی اے (اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد) کے لئے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ برسرِروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ جہلم اور گردونواح کے لوگ رابطہ کریں۔
برائے رابطہ0300-9570231

☆ لاہور میں مقیم لودھی پنجابی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر27 سال، قد"5'.2، ایم ایس سی اکنامکس خوب سیرت وصورت کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِروزگار (حلال) تعلیم کم از کم بی ایس سی (ترجیحاً انجینئر) لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ:0321-9009390

☆ بیٹا، عمر29 سال قد"5'10 فٹ تعلیم ایم بی اے انگلینڈ میں ملازمت، عیشنلٹی پاکستانی (سعودی عرب میں رہائش پذیر) کے لئے پڑھی لکھی، دیندار، دراز قد لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ0343-4999406

☆ ڈیفنس لاہور میں رہائش پذیر اعوان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر34 سال، قد"5'7، تعلیم ایم اے اسلامیات کے لئے ستر وحجاب کی پابند فیملی سے دینی مزاج کے حامل پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ سعودی عرب میں مقیم شخص کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ0331-4200450 0322-4135188

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ العزیز

"مسجد قبا ماڈل ٹاؤن ہمک نزد پیپسی کولا ہمک سٹاپ اسلام آباد" میں

14 تا 20 / اپریل 2013ء

مبتدی وملتزم تربیتی کورس

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

اور

19 تا 21 / اپریل 2013ء

نقباء وامراء تربیتی ومشاورتی اجتماع

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء وامراء اِن میں شامل ہوں، موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت تنظیم اسلامی: (042)36316638-36366638 0332-4178275

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی نوشہرہ حلقہ خیبر پی کے جنوبی کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی وتربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیرِ اہتمام 19 جنوری 2013ء کو بعد نماز عصر نوشہرہ مرکز میں ''حبِ رسولؐ اور اُس کے تقاضے'' کے موضوع پر دعوتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ مولانا فیاض علی شاہ نے جو نوشہرہ تنظیم کے معروف مدرس اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے فارغ التحصیل ہیں، قرآن وسنت کی روشنی میں موضوع پر مفصل اور جامع خطاب کیا۔ اِس اجتماع میں 16 رفقاء اور 12 احباب نے شرکت کی۔ 24 جنوری کو بعد نماز مغرب مقامی امیر کی رہائشی علاقہ کی قریبی مسجد میں مذکورہ بالا موضوع پر قاضی فضل حکیم نے بیان کیا۔ اِس اجتماع میں 2 رفقاء اور 35 احباب نے شرکت کی۔ 25 جنوری کو بعد نماز عصر بدرشی گاؤں کی مسجد بلالؓ میں ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے اسی موضوع پر مفصل بیان کیا۔ اِس اجتماع کے لئے مختلف مقامات پر بینرز اور تقریباً ہر مسجد کے باہر پوسٹرز لگائے گئے تھے۔ اجتماع میں 11 رفقاء اور تقریباً 80 احباب نے شرکت کی۔ 28 جنوری کو بعد نماز مغرب زیارت کا کا صاحب میں قاضی فضل حکیم نے اِسی موضوع پر وائٹ بورڈ کی مدد سے منفرد انداز سے بیان کیا، جسے احباب نے بہت پسند کیا اور اس طرح کے مزید اجتماعات کے انعقاد کی خواہش کی۔ اِس اجتماع کے لئے پورے گاؤں میں تقریباً 250 ہینڈ بلز برائے دعوت تقسیم کیے گئے تھے۔ پروگرام میں 5 رفقاء اور 170 احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی وجہد اور انفاق فی سبیل اللہ کو قبول فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: جان نثار اختر)

تنظیم اسلامی (حلقہ لاہور) کے زیرِ اہتمام ویسمیہ (واہگہ بارڈر) میں ایک روزہ دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی کے حلقہ لاہور کے زیرِ اہتمام واہگہ بارڈر کے قریب ویسمیہ گاؤں میں ایک روزہ دعوتی وتربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ حلقہ کے ناظم دعوت شکیل احمد نے صبح دس بجے دُعا کے ساتھ 36 رفقاء کا قافلہ 4 گاڑیوں میں مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو سے فرقان اقبال کی امارت میں روانہ کیا۔ یہ قافلہ گیارہ بجے ویسمیہ گاؤں کی جامع مسجد تک پہنچا۔ سوا گیارہ بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ امیر سفر وقافلہ فرقان اقبال نے تنظیم اسلامی کی دعوت کیا، کیوں اور کیسے؟ کی مختصر وضاحت کی۔ بزرگ رفیق تنظیم محمد بن عبدالرشید رحمانی صاحب نے گشت کے آداب بیان کئے۔ انہوں نے کہا کہ گاؤں کے لوگوں کو آتے جاتے السلام علیکم کہیں اور گھر گھر پر دستک دے کر کسی مرد کو بلانے کے لیے کہیں۔ حبیب کے گھر سے باہر آنے پر اُسے سلام کریں اور اسے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث سنائیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی محبت واجب ہو جاتی ہے ان لوگوں کے لیے جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھتے ہیں، ایک دوسرے کی زیارت کو جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ مختصر گفتگو کے بعد اُسے مسجد میں درس قرآن میں شرکت کی دعوت دیں۔ حسب ہدایت گشت کا عمل شروع ہوا، اور لوگوں کو دعوت دی گئی۔ گشت کے دوران لوگوں کو تنظیم کا لٹریچر بھی دیا گیا۔ ان میں عبادت رب، رسولؐ انقلاب کا طریق انقلاب اور نماز کی اہمیت کے مختصر کتابچے بھی شامل تھے۔ گشت کے لیے بنائی گئی پانچ پانچ رفقاء پر مشتمل ٹیموں نے بڑی جانفشانی سے نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دعوت کا کام کیا اور گشت کی ذمہ داری سرانجام دی۔ چند رفقاء مسجد میں ہی رہے اور تنظیمی لٹریچر کا مطالعہ کرتے رہے۔ تقریباً ایک گھنٹہ گشت کرنے کے بعد رفقاء مسجد میں واپس آ گئے۔

ساڑھے بارہ بجے حافظ عاطف افضل نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے سورۃ العنکبوت کی ابتدائی آیات کی روشنی میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ مشکلات اور تکالیف دعوت کی راہ کے سنگ ہائے میل ہیں۔ ان کو عبور کئے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ دین کی جدوجہد میں سستی اور کاہلی دکھانا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ زیرِ درس آیات میں اُن لوگوں کو جو دین کے راستے میں سستی دکھاتے ہیں تنبیہ کی گئی ہے۔ پونے دو بجے نماز ادا کی گئی۔ نماز کے بعد فرقان اقبال نے تین احادیث اور ان کی مختصر تشریح سامعین کے سامنے پیش کی۔ اِس دوران حلقہ لاہور کے ناظم دعوت کپل شادی ہال میں درس قرآن سے فارغ ہو کر قافلے میں شامل ہو گئے۔ وہ اپنے ساتھ کھانا بھی لے آئے۔ کھانے سے پہلے خود انہوں نے ہی کھانے کے آداب بیان کئے اور رفقاء اور احباب کو کھانے کی دعوت دی۔ کھانے اور کچھ دیر آرام کے بعد ساڑھے تین بجے ناظم دعوت شکیل احمد نے رفقاء کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ رفقاء کے ایک گروہ کو جس میں تقریباً 20 کے قریب رفقاء شامل تھے، مناواں کے ایک علاقہ میں گشت کے لئے بھیجا گیا، تا کہ وہ لوگوں کو بعد نماز مغرب ہونے والے درس میں شرکت کی دعوت دیں اور ساتھ لٹریچر بھی تقسیم کریں۔ ویسمیہ گاؤں کی مسجد میں نماز عصر کے بعد شکیل احمد نے پنجابی میں درس قرآن مجید دیا۔ انہوں نے نماز کی اہمیت، تلاوت قرآن مجید، حقوق العباد کے حوالے سے گفتگو کی۔ درس میں 20 افراد شریک ہوئے۔ اس کے بعد شکیل احمد ساتھیوں کے ہمراہ مناواں چلے آئے اور وہیں مغرب کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد تنویر علوی صاحب کے گھر میں ان کا درس قرآن ہوا۔ اس درس میں 60 افراد نے شرکت کی۔ رفقاء کے ایک دوسرے گروہ کو جس میں 6 رفقاء شامل تھے مناواں کے ایک دوسرے علاقہ میں گشت کے لئے بھیجا گیا۔ تا کہ وہ لوگوں کو بعد نماز مغرب ہونے والے دوسرے حلقہ قرآنی میں شرکت کی دعوت دیں، جس کو کنڈکٹ کرنے کے لئے پہلے سے واپڈا ٹاؤن تنظیم سے دو رفقاء ثاقب عباسی اور کاشف عباسی آئے ہوئے تھے۔ اس میں راقم الحروف بھی شامل تھا۔ درس کی ذمہ داری کاشف عباسی نے احسن انداز میں نبھائی۔ ان کے درس کا موضوع ''دعوت الی اللہ'' تھا۔ درس میں تقریباً 55 افراد شریک ہوئے۔ درس کے بعد نماز عشاء ادا کی گئی۔ بعد ازاں شکیل صاحب نے رفقاء کا شکریہ ادا کیا۔ دعا پر اس ایک روزہ پروگرام کا اختتام ہوا اور تمام لوگ اپنے اپنے گھروں اس عزم کے ساتھ لوٹے کہ اگلے ماہ ان شاء اللہ کسی اور مقام پر ایک روزہ پروگرام میں ملیں گے۔ اس پروگرام کے دوران لوگوں میں دعوتی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اللھم وفقنالی تحب وترضی۔

(رپورٹ: سید حامد اللہ)

تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام اور ہینڈ بلز کی تقسیم

تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام 15 فروری 2013ء بروز جمعۃ المبارک دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ قبل از نماز عصر شیدو گاؤں میں ملتزم رفیق ڈاکٹر وقارالدین کی رہائش گاہ پر ''منہج انقلاب نبویؐ '' کے موضوع پر ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے وائٹ بورڈ کی مدد سے مفصل بیان کیا۔ اس پروگرام میں 4 رفقاء اور 20 احباب نے شرکت کی۔ 20 فروری کو گاؤں زیارت کا کا صاحب کے ایک پرائیویٹ سکول میں ایک حبیب کے تعاون سے ''عبادت رب'' کے موضوع پر قاضی فضل حکیم نے وائٹ بورڈ کی مدد سے جامع وموثر بیان کیا۔ اس پروگرام میں 3 رفقاء اور 50 کے قریب سکول سٹاف نے شرکت کی۔ شرکاء نے پروگرام کو بہت پسند کیا اور اس قسم کے پروگرامات کو ماہانہ بنیادوں پر منعقد کرنے پر زور دیا۔ تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام 15 فروری 2013ء کو ''اسلام اور جمہوریت'' کے موضوع پر ضلع نوشہرہ کے مختلف مقامات پر چار ہزار ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ رفقاء تنظیم کو نماز جمعہ سے پہلے نوشہرہ مرکز میں جمع ہونے کے بعد مختلف مساجد میں نماز کے بعد ہینڈ بلز تقسیم کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ تقریباً 2000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ علاوہ ازیں مزید 2000 ہینڈ بلز رفقاء نے اپنے اپنے علاقہ جات میں بھی تقسیم کیے۔ یعنی نوشہرہ کلاں، شیدو، جہانگیرہ، اضاخیل، بدرشی، کاکا صاحب، ASC کالونی، حکیم آباد، خویشگی، کابل ریور، پبی وغیرہ۔ 15 رفقاء نے اس کار خیر میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی وجہد کو قبول فرمائے۔ (آمین) (مرتب: جان نثار اختر)

of the Western civilization. It is this group of the serfs in the shape of kings, Ameers and Shuyokhs, who are serving the Western masters against the common interest of the Muslim Ummah. In addition to it, the West also is cautious that its interest-based capitalism and its libertine and licentious culture should not be countered by Islam. So wherever, there is any struggle from any side for the establishment of Islamic system, it is being challenged with full might by the West with the help of the locals who have been mentally subjugated to the Western cultural dominance. It is the same story going on in Mali. America has started drone attacks in Mali when the Ansarud Din demanded establishment of Sharia Law in that country. Mali is geographically connected to Algeria and Libya and the Mujahideen have access to modern weaponry which reaches them from the Islamic countries. France is facing the same situation in Mali as the US is confronted with in Afghanistan, as they have met a tough resistance which they did not expect at the start.

Due to military interference in other countries, America has not only suffered economically but has also earned very bad name diplomatically and politically. It wishes to capture the natural resources of Mali as she is doing in other countries. It cannot afford direct intervention and is indirectly involved in the aggression by helping France in the combat against that small country Mali. Like all other puppet rulers in the Islamic world, Mali is also under the clutches of the agents of the West. However, the Mujahideen of Ansar-ud-Din are as determined as the Afghan freedom fighters in Afghanistan. The time is not far off when France will meet the same fate that America is facing in the rugged mountains of Afghanistan. America is begging now Afghan Taliban for peace and the Taliban are determined to negotiate peace on their terms and not those of America. Same situation is being faced by France in Mali, presently.

حرفِ ادراک

بغاوت

(ایک طاغوتی ملازمت چھوڑنے کے بعد)

کوثر نیازی

لوگ کہتے ہیں کہ کم عقل ہوں، مجنون ہوں میں
میں نے کیوں اتنے زرومال پہ یوں تھوک دیا
میں نے کیوں راحت و آرام پہ لعنت بھیجی
میں نے کیوں غربت و افلاس کو خود مول لیا

☆☆☆

ہائے! اس راز سے واقف ہے نہ مُلاّ نہ فقیہہ
عہدِ طاغوت میں جینے سے مرنا اچھا
جس میں اسلام کا حلقوم ہو زیرِ خنجر
ایسے ماحول میں تو جیت سے ہرنا اچھا

☆☆☆

ابن آدم کو ڈسیں ہرسُو، زروسیم کے ناگ
اور میں سکوّں کی جھنکار میں کھویا ہی رہوں
میری بہنوں کا لٹے، ملک میں ہر سمت سہاگ
اور میں لُطف سے، آرام سے سویا ہی رہوں

☆☆☆

میری رگ رگ میں ہے اربابِ غرض سے نفرت
میں رہوں اُن کا وفادار، یہ کیسے ہو گا؟
میرے اسلام کا ہر وقت اُڑائیں جو مذاق
میں رہوں اُن کا نمک خوار، یہ کیسے ہو گا؟

☆☆☆

میرا اعلان ہے، اے! حرصِ و ہوا کے بندو!
اب سے میں ظلم کا دربار نہ ہونے دوں گا
دین احمدؐ کے قوانین سے چڑنے والو!
جانبِ کفر تگ و تاز نہ ہونے دوں گا

☆☆☆

میں جہاں بھر کی مشقت کو سہوں گا لیکن
آستانوں پہ کروں گا نہ جبیں فرسائی
مجھ کو منظور ہے افلاس میں جاں دے دینا
ابن آدم کی نہ مانوں گا مگر میں شاہی

(مرسلہ: قاضی عبدالقادر: ماخوذ: ماہنامہ ”چراغ راہ“ کراچی، اکتوبر 1950ء)

Mohammad Faheem

THE BLOODY CARNAGE OF MUSLIMS IN MALI

Mali, a Muslim country in the African Continent is seventh in number with respect to area and is a land-locked country having a Muslim population of 90%, Christian 1% and other religions as 9%. It is surrounded by Algeria in the north, Nigeria in the east, Ivory Coast in the south, Senegal and Mauritania in the West and Guinea in the Southwest. France had occupied and colonized this country in 1893, during the time of European assault of occupying and bringing the weak countries under colonialism. Mali had obtained formal independence from France in 1960, but practically it was still under its control with 1400 French forces, and some 6000 French civilians. France did not vacate the country because it had eyes on Mali s mineral resources of phosphate, Uranium and gold in particular. Mali itself is not able to explore in full scale these huge treasures due to lack of required resources and technology. Taking the opportunity of the internal conflict, the French government moved its armed forces into the country against international law and moral justification. America and its European allies are at guard to adopt measures, which could keep China from placing its feet in any African country. Notwithstanding all the ill wishes of these colonialist powers, China has already made a good deal of investment in a number of countries in the African Continent. It is in this background that France and other NATO countries want to have control there with the ultimate desire to grab the resources, for which they conspire to add fuel to the burning situation.

The European colonialists have, from the very start, the policy of stealing the economic resources of the countries they occupied with brutal force, as the weak African and Asian nations had no matching weaponry to defend themselves against the aggressors. The occupied countries not only proved to be the most suitable markets for the business of these resourceful and highly industrialized occupiers but also offered good opportunities for exploring and usurping the raw material to be exported to their countries for feeding their industries and making big fortunes at the cost of these unfortunate nations. Though most of the countries got their freedom as a result of WW2 yet, they were not fully liberated and the occupants remained there in one shape or the other. Great Britain was the only country among all of them which was forced to get the financial support of America after the War, but almost all the rest of the European Countries did not permit American interference to the extent it was in case of the Britain. According to a survey, the African Continent is 3rd in the series of world countries having huge gold deposits. Mali is rich in uranium that feeds the French atomic reactors. These uranium deposits are mostly concentrated in the northern parts of Mali, which is a stronghold of the Islamic Organization Tanzeem Ansar-ud-Din (IOTAD). These parts constitute bigger area of Mali than the rest, which is under the influence of France. IOTAD is now in a position to move towards the French occupied territory any time. It is because of this possible advance of the Islamic movement, which has placed France in a state of alert and worry. To safeguard its interests in the area, France has started aerial attacks supported by the Americans, through the deployment of its C-17 and C-130 aircrafts. The Western powers have united to save their interests by grabbing the resources of others. Another perspective of this war should be seen behind the curtain of the military complexes. The capitalist economic system cannot afford the halting of the war business since the whole capital inflow for running the weapons/arms industry comes to the Corporate Establishments

from the banks nourishing under the system. This whole network of business is in the hands of the Zionist Jews who have flourished from the lesson they learnt from their godfather, the German Jew in the name of Rothschild. His famous quote is, *The most profitable business in the world is war* . It is why today America and other Western countries are investing the lion share of their capital in the weapons industry. It is for this reason that these powers never desire to see peace prevailing in the world, no matter how much bloodshed and carnage is taking place. It is a matter of common observation that they do not waste any moment in fueling the fire whenever any conflict happens anywhere in the world. They will further exacerbate the disputes among the countries rather than settle them through negotiations across the table, which never suit their devilish desires and advantages.

The claims of the West to be democracy loving is contrary to what is seen on the ground. There seems clear hypocrisy, as their words never match their deeds. The situation in Mali when studied in light of the events, amply testifies it. These Western powers become the worst enemies of democracy when their own interest comes in the way. On the termination of the term of the Malian President Ahmadi Toorani, the US and her European allies were suspicious about the possible change which might be a challenge to their interests, when they saw the possible result in the planned election of April 2012. Therefore, the hidden hand through an army coup elevated a junior army officer captain Ahmad Wasnoko to the throne to overpower the helm of the country subduing all the senior military officers and blocking the way of any potential democratically elected people. He declared the speaker of the national assembly to be the president of the country and an ex employ of America s NASA as the prime minister of the country. All these developments had the backing of America, which was opposed by the local tribe Al-Tawariq and hence a revolt started with the full support from the pro-Islamic forces in the north. The result is that America has started its armed aggression against Mali with the help of France. We have experienced a similar situation in Algeria when in the general elections of 1993, the Islamic party the Salvation Front was likely to come into power. A coup was engineered exactly at the time of election and the government was overthrown at the eleventh hour. There is a good lesson to be learnt by the secular segments of our country that the West s slogan of democracy is limited to their vested interests, very firmly. They love democracy when it is in their own interest only. Allama Iqbal has very vividly unveiled the dark face of the Western democracy in a verse thus: *Thoo ne dekha nahi Maghrib ka Jamhoori Nizam Chehra roshan androon Changez se tareek tar* and he further says, *Dev-e-Istibdad Jamhoori qaba mein Paye koob Thoo samajhta hay yeh aazadi ki hay Neelum pari* .

The US and her allies want to achieve their two targets of defeating the Tawariq tribe and to finish the pro-Islamic forces there using all types of unlawful tactics. It is to be remembered that Islam is spreading at a good speed in the West, making the Crusaders and the Jewish lobbies seriously annoyed. A natural wave of studying Islam came in the West after the 9/11 drama and many people started studying the Quran and the teachings of Islam. Many intelligent people embraced Islam, which accelerated Islamophobia that already existed in the collective mind of the West. After the dismemberment of the USSR, the West saw that Islam was a heavy stone in its way of establishing a global empire. That is why they are leaving no stone unturned to launch aggression against the forces of Islam on false ruses. Afghanistan, Iraq, Iran, Pakistan and Mali are clear examples. Islam gives the doctrine of Ummah while the West believes in the theory of nation states where it wants to see her puppets ruling the Muslim masses. It has successfully sired a class of their puppets who are in reality the followers